www.urdupalace.com

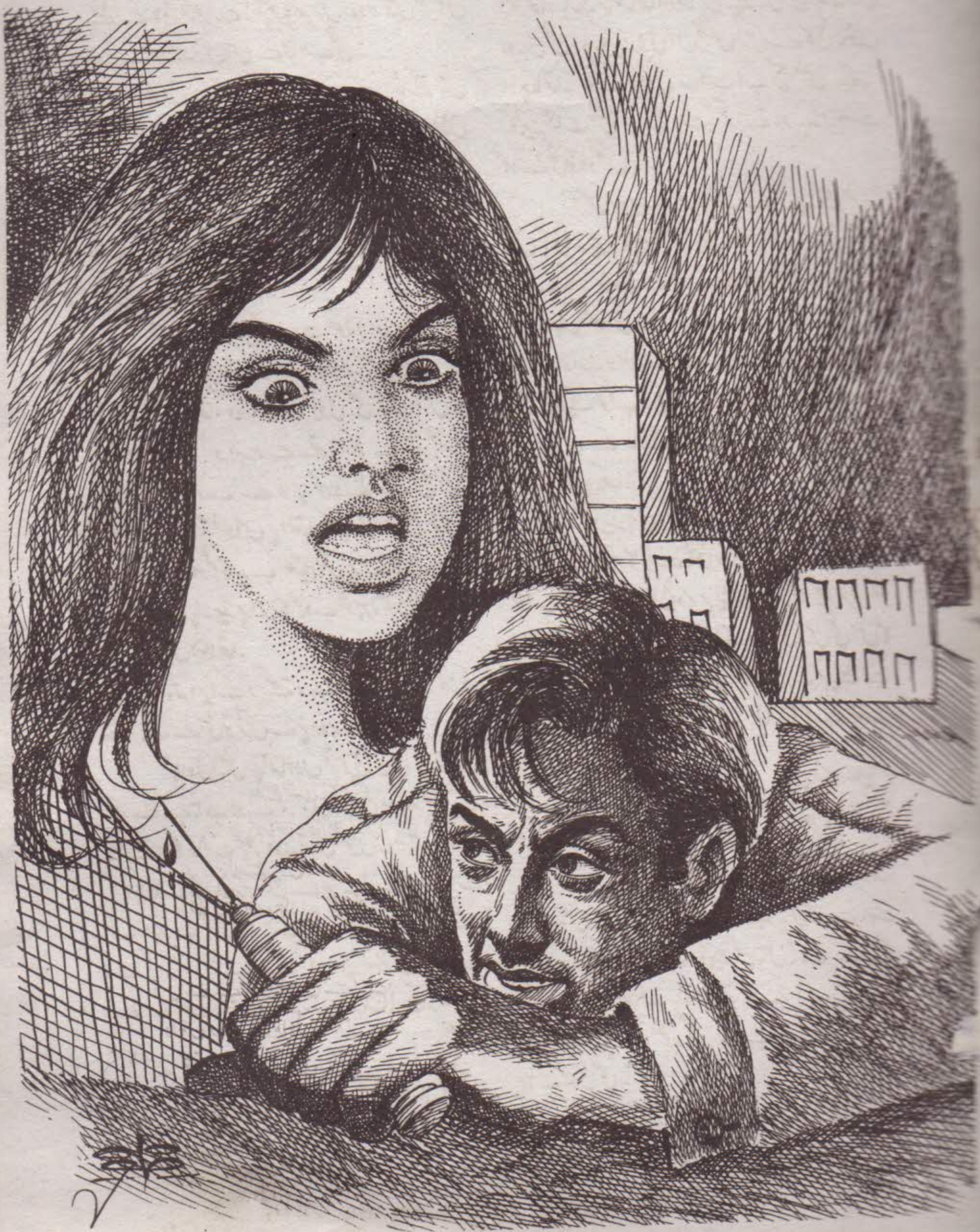

www.urdupalace.com

خوابوں کا اسیر

شہزادہ چاندزیب عباسی

رات اندھیری ہر سو سناٹا جسم کے رونگٹے کھڑے کررھا تھا، کار میں بیٹھے جوڑے پر سکتہ طاری تھا، اور کار جیسے ھی آگے بڑھی تو سامنے دھواں اٹھا اور جب دھواں چھٹا تو ایک لڑکی کھڑی تھی اور اچانک......

ایک روح کا عجیب وغریب شاخسانہ جو کہ اپنے دشمن سے بدلہ لینے پر تل گئی تھی

چھار سو گھپ اندھیرا تھا۔ وہ اس تاریکی میں بھی پاگلوں کی طرح اس اندھیری سرنگ میں بھاگتا چلا جارہا تھا۔ نہ جانے وہ کتنی دیر سے اس سرنگ میں دوڑ رہا تھا۔ مسلسل بھاگنے سے اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ اور سانس دھوکنی کی طرح چل رہا تھا پھر اچانک اسے اپنے سامنے ایک حسین وجمیل لڑکی دکھائی دی۔ لڑکی کے چہرے کے گرد عجیب سا روشن ہالہ تھا اس انوکھے ہالے سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ اسی ہالے کی روشنی کے باعث وہ اس اندھیرے میں بھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دوڑ کر لڑکی کے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ کافی دیر تک دوڑنے کے باوجود وہ لڑکی تک نہ پہنچ پا رہا تھا۔ حالانکہ لڑکی اس سے محض پندرہ یا بیس فٹ کے فاصلے پر تھی۔

بالآخر تنگ آ کر وہ چلایا۔ ”میں تم تک پہنچ کیوں نہیں پا رہا۔“

لڑکی نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔

”واپس لوٹ جاؤ بلاول۔“ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔ ”چارج ہری اپ۔“ ایک چیختی چلاتی مردانہ آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم کو زوردار جھٹکا سا لگا۔ اور وہ چاروں شانے چت ہوگیا۔

☆......☆......☆

”ڈاکٹر اس کی پلکیں لرز رہی ہیں۔“ ایک خوب صورت نسوانی آواز قریب سے ابھری اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر دھندلائٹ کے بعد اسے صاف دکھائی دینے لگا اس کے منہ پر آکسیجن ماسک موجود تھا اور پورا جسم زخمی تھا خاص کر اس کے سر پر زیادہ بیڈنج کی گئی تھی گویا اس کے سر میں زیادہ چوٹیں آئی تھیں۔ ہوش میں آنے کے بعد اسے سر میں شدید درد اور اذیت کا احساس ہونے لگا تھا اتنا تو وہ اندازہ لگا ہی چکا تھا کہ کسی اسپتال کے ICU میں موجود ہے۔ قریب ہی ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر درمیانے قدوقامت کی نرس اور وارڈ بوائے موجود تھے۔ ”تھینکس گاڈ کہ تمہیں ہوش آ گیا میں تو اسے معجزہ ہی کہوں گا تمہارے پورے جسم خاص کر سر میں تو شدید چوٹیں آئی تھیں تمہاری دل کی دھڑکن نہ ہونے کے برابر تھی۔“ ڈاکٹر نے شفیق لہجے میں کہا۔

منہ پر آکسیجن ماسک موجود ہونے کے باوجود اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی ڈاکٹر نے اسٹینڈ پر موجود ڈرپ میں انجکشن لگا دیا کچھ دیر بعد اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں اور وہ سو گیا۔

www.urdupalace.com

اس کی دوبارہ آنکھ کھلی تووارڈ بوائے نرس اور ڈاکٹر بدستور ICU میں موجود تھے۔اب وہ خود کو پہلے سے بہتر محسوس کر رہا تھا۔"لگتا ہے اب تمہاری طبیعت پہلے سے کافی بہتر ہے۔جسم یا سر میں درد تو نہیں؟"اس بار خوب صورت نرس اس سے مخاطب تھی۔

بلاول نے سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا۔"تمہیں ابھی کم از کم دوروز ICU میں گزارنے ہوں گے پھر طبیعت بہتر ہوتے ہی تمہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا جہاں تم اپنوں سے مل سکو گے اور ہاں وہ دیکھو تم سے کوئی ملنے آیا ہے۔" ڈاکٹر نے کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

نرس نے کھڑکی پر سے تھوڑا سا پردہ سرکایا تو کھڑکی کی دوسری طرف موجود سوگوار حسین چہرہ دیکھتے ہی وہ تڑپ اٹھا، وہ اس کی بیوی تھی لائبہ جس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ڈاکٹر نے غیر محسوس انداز میں اشارے سے لائبہ کو رونے سے منع کیا۔ مگر اسے اپنے آنسوؤں پر اختیار کب تھا، موقع خوشی کا ہو یا پھر معاملہ ہو غم کا یہ بے اختیار نکل پڑتے ہیں۔کھڑکی کے شیشے کے پار بیڈ پر اس کا محبوب شوہر زندگی اور موت کی کشمکش میں بتلا تھا۔

کچھ دیر اسے دیکھتے رہنے کے بعد لائبہ کھڑکی کے قریب سے ہٹی تو نرس نے پردہ برابر کر دیا۔

"بلاول میں جانتا ہوں تم اپنی بیوی سے ملنے کے لئے بے تاب ہو گے مگر تمہیں کم از کم دوروز صبر سے کام لینا ہوگا حالت بہتر ہوتے ہی تمہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا وہاں تم جس سے چاہے مل سکتے ہو اور تب تک امید ہے تمہیں آکسیجن ماسک کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔" ڈاکٹر نے اسے تسلی دی اور نرس کو ہدایات دینے کے بعد وارڈ بوائے کے ساتھ ICU سے رخصت ہو گیا۔

نرس خاص طور سے اس کی دیکھ بھال کر رہی تھی، وہ مخلص اور بے لوث کردار کی مالک تھی، اس کے چہرے پر ہمہ وقت مسکراہٹ موجود رہتی تھی۔جو مریضوں کے لئے آکسیجن سے بڑھ کر تھی۔

اسی روز رات کے پہر بلاول کے چہرے پر موجود آکسیجن ماسک اتار دیا گیا۔اب وہ پہلے سے کافی بہتر تھا۔بات کر سکتا تھا اور سانس لینے میں بھی دقت نہیں ہو رہی تھی وہ روبینہ نامی اس مخلص نرس سے کافی مانوس ہو چکا تھا۔"اوکے بلاول صاحب اب صبح ملیں گے۔" روبینہ شفٹ چینج ہوتے وقت مسکراتے ہوئے رخصت ہونے لگی تو وہ ہنس پڑا۔

"مس روبینہ اگر مریضوں سے آپ اسی طرح پیش آتی رہیں تو پورا شہر بیمار ہو کر اس اسپتال میں آجائے گا۔" بلاول نے شوخ لہجے میں کہا تو وہ اس کے سر کے بال بکھیرتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

رات کو ادویات کے زیر اثر وہ جلد ہی سو گیا علی الصبح وہ ایک خواب دیکھ کر بیدار ہوا خواب بالکل واضح طور پر اس کے حافظے میں محفوظ ہو چکا تھا۔اس نے خواب میں دیکھا۔

"روبینہ نامی وہ نرس سڑک پار کر رہی ہوتی ہے کہ ایک تیز رفتار کار اسے کچلتی ہوئی گزر جاتی ہے۔"اس خواب کی وجہ سے وہ کافی دیر پریشان رہا صبح ادھیڑ عمر ڈاکٹر ICU میں آیا تو اس کے ساتھ ایک دوسری نرس تھی اس کا معائنہ کرنے کے بعد وہ گویا ہوا۔"بلاول اب تم پہلے سے کافی بہتر ہو کچھ دیر بعد تمہیں ICU سے شفٹ کر دیا جائے گا۔"

"ڈاکٹر صاحب آج مس روبینہ ڈیوٹی پر نہیں آئیں۔" بلاول کے پوچھنے پر ڈاکٹر اداس ہو گیا۔

"روبینہ مخلص اور اچھی لڑکی تھی اسپتال کا اسٹاف اور مریض اس کی خوش اخلاقی اور جذبہ ایثار سے بہت متاثر تھے آج صبح جب روبینہ اسپتال آنے کے لئے گھر سے نکلی ،سڑک پار کرتے ہوئے ایک تیز رفتار کار اسے کچلتی ہوئی نکل گئی۔ وہ بے چاری موقع پر ہی ہلاک ہو گئی تھی۔"

بلاول دھک سے رہ گیا گویا اس نے روبینہ سے متعلق جو خواب دیکھا تھا وہ سچا ثابت ہو چکا تھا اسے کچھ

www.urdupalace.com

دیر بعد ICU سے پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا۔ لائبہ پہلے سے ہی روم میں اس کی منتظر تھی۔ "بلاول اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"پہلے سے کافی بہتر ہے انشاءاللہ دو چار روز میں میں چلتے پھرتے بلکہ اچھلنے کودنے لگوں گا۔" بلاول نے اس کا ہاتھ محبت سے تھامتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس قدر تیز رفتاری سے موٹر سائیکل چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟" لائبہ نے شکوہ کناں لہجے میں کہا۔

"لائبہ میں بائیک تیز رفتاری سے نہیں چلا رہا تھا اور پھر سڑک پر رش بھی نہ تھا۔ بس اچانک کسی تیز رفتار گاڑی نے عقب سے سائیڈ ماردی اور میں موٹر سائیکل سمیت لڑھکتا ہوا فٹ پاتھ سے جا ٹکرایا۔ میرا سر فٹ پاتھ پر لگا تھا۔ اور پھر مجھے ہوش نہیں رہا۔ نجانے کس نے مجھے اسپتال پہنچایا۔" پھر اس نے ہوش میں آنے سے پہلے سرنگ والی لڑکی کے متعلق بتانے کے ساتھ ساتھ لائبہ کو روبینہ کے حادثے سے متعلق خواب بھی بتایا۔

لائبہ نفسیات کی اسٹوڈنٹ رہ چکی تھی کہنے لگی۔ "دراصل ہوسکتا ہے اس حادثے سے تمہارا دماغ متاثر ہوا ہو۔ اس لئے اسے حادثہ پیش آنے کا سن کر تمہیں ایسا لگا کہ تم نے اس کے حادثے سے قبل اس قسم کا خواب دیکھا ہے ورنہ ایسے کیسے ہوسکتا ہے کہ روبینہ کو پیش آنے والے حادثے کے بارے میں تم گھنٹوں پہلے خواب کے ذریعے جان لو۔"

لائبہ نے تیزی سے کہا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

لائبہ اور بلاول کی لو میرج تھی۔ دونوں کزنز تھے کمال احمد اور سجاول دونوں بھائی تھے۔ بلاول کمال احمد کا اکلوتا بیٹا جب کہ لائبہ سجاول کی بیٹی تھی یاسر سجاول کا بیٹا لائبہ سے دو سال بڑا تھا۔ اور کافی تندخو اور خوش مزاج شخص تھا۔ کمال احمد اور سجاول دونوں بھائی مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتے تھے لائبہ اور بلاول دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے کمال احمد نے جب بلاول کے لئے لائبہ کا ہاتھ مانگا تو بھائی نے انکار نہیں کیا۔ یوں ان دونوں کی منگنی کر دی گئی پھر سجاول کی قسمت نے پلٹا کھایا۔ اور ہزاروں ماہانہ کھانے والا سجاول لاکھوں روپے ماہانہ کمانے لگا۔ اور چند ہی سال میں متوسط علاقے میں رہائش پذیر ہو گیا۔

جیسے جیسے اس کی دولت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا ویسے ویسے وہ بھائی سے ملنے ملانے سے گریز کرنے لگا۔ اب وہ ہائی کلاس سوسائٹی کا پروردہ تھا جو غریب رشتے داروں کو اچھوت کا مریض سمجھنے لگتے ہیں۔

کمال احمد بھائی کے تیور بھانپ چکا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں سجاول اب بیٹی کا رشتہ ہی نہ توڑ ڈالے پھر ایک روز اس کا یہ خدشہ حقیقت کا روپ دھار گیا سجاول نے بھائی کو فون کر کے بتایا کہ وہ بلاول اور لائبہ کی منگنی توڑ رہا ہے اور یہ کہ اس نے لائبہ کا رشتہ معروف صنعتکار سہیل درانی کے بیٹے ادریس درانی سے طے کر دیا ہے۔

کمال بھائی کے رویئے سے دل برداشتہ ہوا ہی مگر بلاول کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے وہ ادریس درانی کی شہرت سے بخوبی واقف تھا۔ وہ دولت مند باپ کی بگڑی ہوئی اولاد تھی۔ عیاش اور بدکردار انسان جو ہمہ وقت اپنے ہی جیسے آوارہ دوستوں کے جھرمٹ میں رہتا۔ ادریس درانی نے محبت کے نام پر کئی لڑکیوں کی زندگی برباد کی تھی اور جو اس کے جھانسے میں نہ آتی اسے زبردستی اٹھا لیا جاتا۔

کمال نے سجاول سے مل کر اسے سمجھانا چاہا کہ ادریس سے لائبہ کی شادی لائبہ کی زندگی تباہ کر دے گی اس نے بھائی کو ادریس کی اصلیت سے بھی آگاہ کیا مگر سجاول نے اس کی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے اسے بلاول کا ضد سمجھا یوں لائبہ کی شادی کی تاریخ طے کر دی گئی مجبوراً لائبہ اور بلاول کو انتہائی قدم اٹھانا پڑا۔

وہ دونوں شادی سے چند روز پہلے گھر سے بھاگ نکلے اور کورٹ میرج کر لی انہوں نے کرائے پر گھر لے لیا۔ یہ ٹاؤن تین چار سال پہلے آباد ہوا تھا اور مکان ایک دوسرے سے فاصلے فاصلے پر تھے دونوں کے گھر والے

www.urdupalace.com

ان کے موجودہ ٹھکانے سے آگاہ نہ تھے بلاول نے ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازمت حاصل کرلی تھی ابھی ان کی نئی زندگی کی شروعات کوصرف دس یا پندرہ روز گزرے تھے کہ اچانک یہ حادثہ پیش آ گیا۔ حالانکہ کراسنگ کی اس سڑک پررش بھی زیادہ نہ تھا۔اور پھر وہ موٹرسائیکل بھی درمیانی رفتار سے چلا رہا تھا کہ عقب سے آنے والی ایک تیز رفتار پجارو موٹر سائیکل سے ٹکرائی اور موٹر سائیکل سڑک پر گھسٹتی ہوئی فٹ پاتھ سے ٹکرائی۔

بلاول کا سرفٹ پاتھ سے ٹکرایا تھا درد اور اذیت کی کسیلی لہریں پورے وجود میں سرایت کرگئی تھیں اور وہ ہوش وخرد سے محروم ہو گیا تھا۔ چند ہی روز میں وہ مکمل صحت یاب ہو چکا تھا اور اب ڈیوٹی پر بھی جا رہا تھا۔

اس روز اس نے خواب میں اپنی کولیگ زبیدہ کو دیکھا وہ کچن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتی ہے اور کیبنٹ پر رکھی ماچس اٹھا کر جیسے ہی تیلی سلگاتی ہے شعلہ بھڑکتا ہے اور زبیدہ کا پورا جسم اور کچن آگ کے شعلوں میں گھر جاتا ہے۔

خواب دیکھنے کے بعد اسے پھر بے چینی سے نیند نہیں آتی کروٹیں بدلتے بدلتے صبح ہوگئی ناشتے کی میز پر لائبہ نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ ”خیریت تو ہے ایسا لگ رہا ہے کہ تم رات بھر جاگتے رہے ہو۔“

”لائبہ دراصل میں نے خواب میں اپنے آفس کی کولیگ زبیدہ کو دیکھا وہ جیسے ہی کچن میں جا کر تیلی سلگاتی ہے اس کا جسم آگ کے شعلوں میں گھر جاتا ہے۔“

لائبہ نے اسے غور سے دیکھا۔ ”بلاول لگتا ہے اس حادثے سے تمہارے دماغ کو کچھ زیادہ ہی اثر پہنچا ہے۔“

”لائبہ تم اب بھی میری بات کا یقین نہیں کررہی ہو اس روز میں نے خواب میں نرس روبینہ کو ٹریفک حادثے کا شکار ہوتے دیکھا تھا اور پھر وہ دوسرے ہی روز اسپتال آتے ہوئے ٹریفک حادثے میں ہلاک ہوگئی تھی۔“ بلاول نے جھنجھلا کر کہا۔ مگر لائبہ نے جواب میں خاموشی اختیار کرلی اور وہ تیار ہو کر آفس چلا گیا۔

لنچ ٹائم میں اس کی نظر زبیدہ پر پڑی جو سب سے الگ تھلگ بیٹھی تھی وہ اس کے قریب جا پہنچا۔ ”زبیدہ میں تم سے ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں۔“

زبیدہ چونکی۔ ”کہو کیا بات ہے؟“

”تمہیں تو پتہ ہے ناں میں پچھلے دنوں ایک حادثے میں شدید زخمی ہو چکا تھا، اسپتال میں علاج کے دوران میں نے خواب میں روبینہ نامی نرس کو ٹریفک حادثے کا شکار ہوتے دیکھا دوسرے روز پتہ چلا وہ واقعی گھر سے نکلتے ہی کار کی ٹکر سے جاں بحق ہو چکی ہے۔“ وہ بولتے بولتے رکا اس سے آگے بولنے سے اسے ہچکچاہٹ ہو رہی تھی کہ نہ جانے زبیدہ کیا سوچے گی۔

تو پھر زبیدہ نے اس کی طویل خاموشی سے اکتا کر پوچھا وہ بے باک اور آزاد خیال لڑکی تھی جو اپنی دوست صائمہ کے ساتھ فلیٹ میں رہتی تھی زبیدہ کا کسی نہ کسی سے افیئر رہتا تھا آفس میں بھی بہت سوں سے اس کی دوستی تھی جن سے وہ تحائف بٹورتی رہتی تھی بلاول پر بھی اس کی نظر تھی۔

آج جب بلاول نے اسے مخاطب کیا تو وہ یہ سوچ کر خوشی سے کھل اٹھی کہ وہ لائن پر آرہا ہے مگر یہ دیکھ کر اس کے ارمانوں پر اوس پڑگئی کہ وہ کچھ اور ہی راگ الاپ رہا تھا ہمت کر کے بلا آخر بلاول نے کہہ ہی دیا۔

”دراصل زبیدہ کل رات میں نے تمہیں خواب میں کچن میں دیکھا تم جیسے ہی تیلی سلگاتی ہو آگ کے شعلوں میں گھر جاتی ہو۔“

زبیدہ اس کی پوری بات سن کر ہنسی اور ہنستی ہی چلی گئی۔ اس نے کچھ ایسی نظروں سے بلاول کو دیکھا کہ جیسے اسے پاگل سمجھ رہی ہو۔ ”بلاول لگتا ہے اس حادثے کے باعث تمہارے دماغ کے کچھ اسکرو ڈھیلے ہو گئے ہیں میری مانو تو جلد از جلد کسی ماہر نفسیات سے رابطہ کرلو۔“

بلاول نے اس کی بات کا برا نہ مناتے ہوئے پرخلوص لہجے میں کہا۔ ”زبیدہ اگر تمہیں لگتا ہے میرا خواب غلط ہے تو ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ واقعی جو میں نے دیکھا

www.urdupalace.com

ہے ایسا نہ ہو مگر چند روز احتیاط کرنے میں کیا حرج ہے۔"
"بلاول جاؤ اپنا کام کرو یہ نہ ہو باس ہم دونوں کو اس طرح فضول باتیں کرتے ہوئے دیکھیں اور ڈانٹ پڑے ویسے بھی لنچ ٹائم ختم ہو چکا ہے۔" زبیدہ نے بے زاری سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

تو بلاول اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر جو ہوا اسے زبیدہ سے اس کی توقع ہرگز نہ تھی زبیدہ نے بلاول کی کہی ہوئی باتیں آفس میں سب کو بتا دیں اور اس کا مذاق بن گیا آفس ٹائم ختم ہونے تک سب اسے دیکھتے رہے اور مسکراتے رہے۔ اس روز رات کو جب وہ بستر پر لیٹا تو اسے نیند نہیں آئی ذہن میں بار بار زبیدہ سے متعلق دیکھا گیا خواب اسے یاد آتا رہا بالآخر نصف شب کے قریب تنگ آ کر وہ کمرے سے نکلا اور بالکونی میں کھڑا ہو گیا۔ یہاں سے گھر کے سامنے والا حصہ اور سڑک صاف دکھائی دیتی تھی۔

گھر کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر کوئی لڑکی گیٹ کی طرف پشت کئے کھڑی تھی۔ "یہ کون ہے اور رات کے اس پہر میرے گھر کے دروازے پر کیوں کھڑی ہے؟" اس نے سوچا اور چلایا۔

"کون ہو تم؟" اس کی آواز سن کر وہ لڑکی مڑی تو وہ ششدر رہ گیا یہ وہی نورانی ہالے والی لڑکی تھی جسے اس نے حادثے کے بعد اسپتال کے بستر پر سرنگ میں دیکھا تھا اور اس کے پوچھنے پر لڑکی نے کہا تھا۔ "لوٹ جاؤ۔"

پھر جب اسے ہوش آیا تھا تو وہ ICU روم میں تھا لڑکی اسے دیکھ کر مسکرائی وہ پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا گھر سے نکلا تو اس لڑکی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ "یہ کہاں چلی گئی؟" اس نے حیرت سے سوچا اور گھر واپس جانے کے بجائے فیصلہ کیا کہ زبیدہ کے گھر جا کر اس کا پتہ کرے جلد بازی میں اسے یہ بھی خیال نہ رہا کہ وہ اس وقت شب خوابی کے لباس میں ملبوس ہے۔

ادھر زبیدہ اپنے روم میں پسندیدہ ڈرامہ سیریل دیکھ رہی تھی یہ قسط وار ڈرامہ رات گیارہ بجے ٹیلی کاسٹ ہوتا تھا ڈرامے کے دوران جب بریک میں کمرشل دکھائی دئے جانے لگے تو اسے چائے کی طلب ہوئی وہ کچن میں گئی چولہے کا وال کھولا اور کیبنٹ پر رکھی ماچس اٹھائی ہی تھی کہ لاؤنج میں موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی وہ ماچس دوبارہ کیبنٹ پر رکھ کر لاؤنج میں گئی اور ریسیور اٹھایا۔

"کیا کر رہی ہو جانم؟" فیضان کی شوخ آواز ابھری۔ یہ اس کا نیا بوائے فرینڈ تھا۔ جو اسے آئے دن نت نئے مہنگے ترین گفٹ دیتا رہتا تھا۔ اسی لئے زبیدہ اس کی زیادہ آؤ بھگت کرتی تھی۔

"بور ہو رہی تھی اور ڈرامہ دیکھ رہی تھی دراصل آج صائمہ گھر پر نہیں ہے اسپتال میں اس کی نائٹ شفٹ ہے اکیلی بور ہو رہی تھی ڈرامہ دیکھنے بیٹھ گئی اور پھر آج میری پسندیدہ ڈرامہ سیریل آ رہی ہے۔ "تم میرے ہو۔" کی پندرھویں قسط ٹیلی کاسٹ ہو رہی ہے وہ دیکھنے میں مگن تھی۔"

فیضان ہنسا۔ "ارے جانم میں بھی تو تمہارے بنا اداس ہوں چھوڑو ڈرامے کی باتیں اور مجھ سے بات کرو اور اگر کہو تو تنہائی دور کرنے آ جاؤں۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تو وہ جھینپ گئی۔

"بے شرمی کی باتیں مت کرو۔"

ارے اس میں بے شرمی کیا ہے اور ہاں میں نے تمہارے لئے گفٹ لیا ہے کل ضرور ملنا ویسے بھی کل میں گھر پر اکیلا ہی ہوں گا۔"

"کیا گفٹ؟" زبیدہ نے پوچھا۔

"ارے بابا سرپرائز ہے خود دیکھ لینا۔" فیضان نے جواب دیا۔

قیمتی گفٹ کے لالچ میں وہ ڈرامہ تو کیا یہ تک بھول گئی کہ فون کی بیل سن کر وہ گیس کا وال کھلا چھوڑ آئی ہے ان کی گفتگو نصف گھنٹے تک جاری رہی۔ TV کے قریب گئی تو ڈرامہ ختم ہو چکا تھا۔ چائے کی طلب تھی کچن کے دروازے پر جیسے ہی پہنچی بجلی چلی گئی۔

کچن میں داخل ہو کر اس نے کیبنٹ پر رکھی ماچس اٹھائی آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت سے گیس کا

www.urdupalace.com

وال کھلا ہوا تھا جیسے ہی زبیدہ نے تیلی سلگائی بھک کی آواز کے ساتھ اس کا جسم اور کچن آگ کے شعلوں میں گھر گیا وہ دلدوز انداز میں چیختی ہوئی دروازے کی طرف دوڑی۔ مگر اندھیرے کے باعث ٹھوکر لگنے کے باعث گر پڑی۔

ادھر بلاول کو موٹر سائیکل میں وہاں پہنچنے میں کافی تاخیر ہو چکی تھی زبیدہ کا اپارٹمنٹ آگ کے شعلوں میں گھرا ہوا تھا لوگوں کا ایک ہجوم فلیٹ کے باہر موجود تھا۔ پولیس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں بھی پہنچ چکی تھیں جو کہ تھرڈ فلور کے اس اپارٹمنٹ میں لگی آگ بجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔

بلاول نے موٹر سائیکل اسٹینڈ پر کھڑی کر کے عجلت میں قریب کھڑے ایک پولیس اہلکار سے پوچھا۔

''یہاں آگ کیسے لگی کوئی جانی نقصان تو نہیں ہوا؟''

پولیس اہلکار نے بوکھلائے ہوئے بلاول کو دیکھا جو شب خوابی کے لباس میں بائیک پر وہاں پہنچا تھا۔

''تھرڈ فلور کے اپارٹمنٹ ایک سو سات میں آگ لگی ہے اور شاید ہی وہاں کوئی بچا ہو۔ مگر تم کون ہو؟ اور کیا اس اپارٹمنٹ کے مکین تمہارے رشتہ دار ہیں۔''

پولیس اہلکار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

تو وہ سٹ پٹا گیا اس اثنا میں اے ایس آئی رینک کا نوجوان پولیس اہلکار ان کے قریب آ گیا۔ اے ایس آئی کو دیکھتے ہی بلاول چونکا وہ جمیل احمد تھا اس کا کلاس فیلو بلاول کو دیکھ کر وہ بھی حیران رہ گیا اور آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ ''بلاول تم اس وقت یہاں اور اس حلیے میں؟''

''دراصل اس اپارٹمنٹ کی رہائشی زبیدہ میرے ساتھ آفس میں کام کرتی ہے۔'' بلاول نے اسے اپنے ساتھ پیش آنے والے حادثے کے بارے میں بتاتے ہوئے اپنے خوابوں کا ذکر بھی کیا اور کہا۔

''کل میں نے زبیدہ کو خبردار بھی کیا تھا کہ ہوشیار رہے مگر اس نے میری ایک نہ سنی۔ افسوس اگر وہ میری بات کا یقین کر لیتی تو اس طرح جل کر نہ مرتی۔''

اے ایس آئی جمیل نے اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھا۔ ''بلاول تمہاری قسمت اچھی ہے کہ اس کیس کا تفتیشی افسر میں ہوں ورنہ اس حلیے کے ساتھ اور اس طرح کی بے سروپا باتوں اور تمہارے احمقانہ خوابوں کا سن کر تمہیں شامل تفتیش کر لیا جاتا۔''

''جمیل تم میرے کلاس فیلو رہ چکے ہو اور پھر میرے گھر کے دوست بھی ہو۔ پھر بھی اس طرح کی بات کر رہے ہو۔'' جمیل کی بات سے اسے دلی ٹھیس پہنچی تھی۔

جمیل نے اسے رسان سے سمجھایا۔ ''تم خود سوچو آج کل کے جدید دور میں کون تمہارے ان بے سروپا خوابوں کی باتوں کا یقین کرے گا۔ فی الحال تم گھر جاؤ حلیہ درست کرو پھر ملیں گے اور ہاں میرا سیل نمبر بھی لے لو۔'' جمیل نے اسے اپنا وزیٹنگ کارڈ تھما دیا۔

وہ گھر پہنچا تو لائبہ کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔

''بلاول تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ رات کے اس پہر شب خوابی کے لباس میں تم کہاں چلے گئے تھے۔''

''لائبہ یہ تم کس لہجے میں مجھ سے مخاطب ہو۔ میں کسی لڑکی سے ڈیٹ پر ملنے نہیں گیا تھا میں نے تمہیں بتایا تھا ناں کہ میں نے خواب میں اپنی کولیگ زبیدہ کو جلتے دیکھا ہے رات کو اسی کے بارے میں سوچتے ہوئے جب بے چینی کے سبب نیند نہ آئی تو میں بالکونی میں کھڑا ہوا تب میں نے سرنگ والی اس لڑکی کو دیکھا جسے حادثے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ ہمارے گھر کے باہر کھڑی تھی جیسے ہی میں بالکونی سے اترا وہ غائب ہو گئی۔ پھر میں زبیدہ کے اپارٹمنٹ پہنچا۔ مگر افسوس مجھے پہنچنے میں دیر ہو گئی۔

اس کا پورا اپارٹمنٹ آگ کے شعلوں میں گھرا ہوا تھا۔

لائبہ اس کی وضاحت سن کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گئی۔ ''ہماری شادی کے بعد میں نے سوچا تھا ہم نئی زندگی کی شروعات ہنستے مسکراتے کریں گے

www.urdupalace.com

مگر تمہارے ان بے سروپا خوابوں نے آرام وسکون تک برباد کر دیا ہے۔"

اس نے لائبہ کی بات کے جواب میں کچھ نہیں کہا وہ کوئی تلخ بات کہہ کر اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا لائبہ اس کی محبوب بیوی تھی جس نے اس کے پیار میں اپنا گھربار اور عیش وآرام کی زندگی ٹھکرا دی تھی دوسرے روز تک بات آئی گئی ہو گئی اور وہ حسب معمول ڈیوٹی پر جانے لگا۔

زبیدہ والے حادثے کے بعد آفس میں اس کے بارے میں چہ مگوئیاں ہونے لگی تھیں کچھ اس کے خواب کو سچا سمجھ رہے تھے اور کچھ کہہ رہے تھے کہ یہ بلاول کا ہی چلایا ہوا چکر ہے کہ پہلے زبیدہ کے بارے میں آگ سے جلنے کی بات مشہور کی کہ اس نے خواب میں زبیدہ کو جلتے دیکھا ہے اور پھر سازش کر کے اس کے اپارٹمنٹ میں آگ لگا دی غرض کہ جتنے منہ تھے اتنی باتیں اب بولنے والے کا کوئی منہ تو بند نہیں کر سکتا اور پھر لوگ کسی بات یا حادثے کو اتنا یاد رکھتے ہی کہاں ہیں۔ جلد ہی بھول جاتے ہیں۔

زندگی معمول پر آ گئی تھی۔ مگر پھر کچھ روز بعد ایک اور خواب نے اس کی پرسکون گھریلو زندگی میں ہلچل مچا دی۔ اس بار اس نے لائبہ کو خود سے لڑتے دیکھا۔ وہ چلا چلا کر بلاول کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ اور میکے جانے کی دھمکیاں دے رہی تھی۔ اس نے جب اپنا خواب لائبہ کو سنایا تو وہ حسب توقع اس کا مذاق اڑانے لگی اور کہا۔ "بلاول میں تمہارے ان بے تکے خوابوں پر یقین نہیں کرتی۔"

بلاول نے جھنجلا کر کہا۔ "مگر یہ بھی تو دیکھو میرے پچھلے دونوں خواب سچ ثابت ہوئے اگر یہ خواب بھی سچا ثابت ہوا اور تم مجھ سے ناراض ہو کر چلی گئی تو میں مر ہی جاؤں گا۔ تم سے بچھڑنے کا تصور ہی میرے لئے سوہان روح ہے۔" اس نے بے تابی سے کہا تو لائبہ ہنس پڑی۔

"میرے بھولے بھالے میاں جی ایسا کبھی نہ ہوگا۔ پہلے دو خواب جو تم نے دیکھے محض اتفاقاً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ تمہارا یہ خواب دیکھنا ضرور جھوٹا ثابت ہوگا۔ میں اور تم سے لڑوں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ میری مانو تو تم کسی اچھے ماہر نفسیات سے رابطہ کرو۔"

بلاول نے لائبہ کی بات کا برا مناتے ہوئے کہا۔ "کیا میں پاگل ہوں جو کسی ماہر نفسیات سے ملوں۔"

"بلاول میری بات کا برا نہ مانو۔ ضروری نہیں کہ ماہر نفسیات کے پاس جانے والا ہر شخص پاگل ہو۔ کوئی بھی انسان کسی بھی وقت کسی بھی نفسیاتی مسئلے کا شکار ہو سکتا ہے اور پھر اس حادثے میں تمہارے سر پر بھی تو شدید چوٹیں آئی تھیں ہو سکتا ہے تمہارا دماغ ان چوٹوں سے متاثر ہوا ہو اور اسی وجہ سے تم اس قسم کے خواب بھی دیکھ رہے ہو۔" لائبہ کی بات پر اس نے ٹھنڈے دماغ سے غور کیا تو اسے معقول لگی۔

دوسرے ہی روز وہ ایک ماہر نفسیات سے ملا۔ پروفیسر ریحان نامی اس ماہر نفسیات نے اس کا مسئلہ غور سے سنا پھر اس سے اس کی نجی زندگی کے بارے میں استفسار کیا۔ "مسٹر بلاول آپ کا مسئلہ کافی گھمبیر ہے یہ آپ کے دماغ کو پہنچنے والی کسی چوٹ کا بھی اثر ہو سکتا ہے اور یا پھر؟

وہ بات کرتے ہوئے رکا تو بلاول نے پوچھا۔ "اور یا پھر؟ سے آپ کا کیا مطلب ہے؟"

"ہو سکتا ہے کوئی غیر مرئی نادیدہ مخلوق آپ کو ٹرانس میں لے رہی ہے۔"

"غیر مرئی نادیدہ مخلوق۔" بلاول نے حیرت سے استفسار کیا۔

تو پروفیسر گویا ہوا۔ "غیر انسانی یا غیر مرئی نادیدہ مخلوق سے مراد ایلین بھی ہو سکتا ہے زمین کے علاوہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق یا پھر جنات، کوئی روح یا بھوت وغیرہ۔"

بلاول اس کی وضاحت سے بھونچکا رہ گیا۔

"دیکھئے بلاول صاحب جنات کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے اور روح اس کے بغیر انسانی جسم محض

www.urdupalace.com

مٹی کا بت ہے جو نہ کوئی حرکت کر سکتا ہے اور نہ ہی کچھ محسوس کر سکتا ہے مرنے کے بعد روح جسم سے جدا ہونے کے بعد عالم ارواح کا رخ کرتی ہے اور بعض روحیں بھٹک کر یہیں رہ جاتی ہیں۔ جن، روح، بھوت وغیرہ ایسا کوئی ناقابل یقین بات بھی تو نہیں آپ ٹیلی پیتھی ہپناٹائزم کے علوم کے بارے میں کچھ نہ کچھ تو آگاہی رکھتے ہی ہوں گے کسی نہ کسی رسالے یا کتاب میں تو ضرور ہی پڑھا ہوگا۔

ہزاروں میل کے فاصلے سے ایک انسان ٹیلی پیتھی کے علم کے ذریعے دوسرے فرد کی تصویر یا اس کے لب و لہجے کو اپنی دماغی صلاحیتوں کی گرفت میں لے کر اسے اپنا معمول بنا لیتا ہے اور پھر اپنے معمول سے اپنی مرضی کے مطابق کام لیتا ہے اس دوران معمول بے خبر رہتا ہے کہ اس نے عامل کے کہنے پر کیا کیا ہے بعض ہپناٹائز کے ماہر عامل مریض کا بھی اپنے علم سے علاج کرتے ہیں۔" پروفیسر باتوں کے دوران بلاول کو کاؤچ پر لیٹنے کو کہا پھر اس کے قریب آ کر بلاول کو نگاہیں ملانے کی ہدایت کی۔ بلاول نے جیسے ہی پروفیسر ریحان سے نظر ملائی تو بلاول کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔

پروفیسر ریحان کی انگاروں کی مانند دہکتی آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ وہ کشش کے باوجود نگاہیں نہ پھیر سکا۔ اب اسے پروفیسر ریحان کی گھمبیر آواز اپنے ذہن میں گونجتی محسوس ہو رہی تھی۔

"بلاول تمہاری پلکیں بوجھل ہو رہی ہیں۔ تمہیں نیند آ رہی ہے۔" اس کے ایسا کہتے ہی واقعی بلاول کی آنکھیں بند ہو گئیں وہ خود کو گہری نیند میں سوتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

"بلاول میں تمہارا عامل ہوں اور تم میرے معمول ہو۔"

بلاول نے خوابیدہ لہجے میں کہا۔ "ہاں میں تمہارا معمول ہوں۔"

"یاد کرو اس روز حادثے کے بعد کیا ہوا تھا؟" پروفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

بلاول بے اختیار بولتا چلا گیا کہ کیسے اس نے ہوش میں آنے سے پہلے سرنگ میں روشن ہالے والی لڑکی کو دیکھا پھر اسے اسپتال میں ہوش آیا پھر اس کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے۔ پروفیسر نے حکم دیا۔ "اب تم آدھے گھنٹے تک گہری نیند سو جاؤ گے اور جب جاگو گے تو ٹرانس کے دوران کی گئی باتیں تمہیں یاد نہیں رہیں گی۔"

نصف گھنٹے بعد جب بلاول کی آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے پروفیسر کی طرف دیکھا۔ "میں یہاں لیٹا ہوا کیوں ہوں؟"

پروفیسر مسکرایا۔ "ان باتوں کو چھوڑو فی الحال میں ذہنی سکون کے لئے کچھ میڈیسن لکھ رہا ہوں اگر خواب والی کیفیت دوبارہ طاری ہو تو مجھ سے رابطہ کرنا انشاء اللہ کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا۔" وہ پروفیسر سے رخصت ہو کر گھر آ گیا۔

دوسرے روز خلاف توقع سجاول ان کی اہلیہ اور یاسر آن پہنچے ان کے ہاتھوں میں شاپر تھے جن میں پھل فروٹ اور مٹھائی تھی خلاف توقع انہوں نے کوئی تلخ و ترش بات نہ کہی بلکہ لائبہ کو گلے لگانے کے ساتھ ساتھ بلاول سے بھی پرتپاک انداز میں ملے۔ سجاول نے کہا۔ "بیٹا بچوں سے غلطی ہو ہی جاتی ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ والدین سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ بڑی سے بڑی غلطی پر بھی کوئی اپنی اولاد کو خود سے جدا نہیں کرتا۔ تم لوگوں کو چاہئے تھا کہ دوسرے یا تیسرے روز ہم سے مل کر اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لیتے۔"

سجاول کے شکوے پر وہ دونوں شرمندہ ہو گئے چاہے وہ کیسے بھی تھے لائبہ کے والد اور بلاول کے چچا تھے اور اب تک اس کے سسر کے مرتبے پر فائز ہو چکے تھے دونوں نے معافی مانگی تو انہوں نے خوش دلی سے معاف کر دیا۔ انہوں نے کافی وقت ان کے گھر گزارا۔ ویسے بھی سنڈے تھا۔

بلاول کی چھٹی تھی۔ دن کا کھانا انہوں ساتھ کھایا شام کے قریب سجاول صاحب نے بلاول سے کہا۔

www.urdupalace.com

''بیٹا ہمارے رسم ورواج کے مطابق شادی کے بعد بیٹی کچھ روز رہنے کے لئے میکے جاتی ہے اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو کل کسی بھی وقت یاسر آ کر لائبہ کو لے جائے گا۔''

''چچا جان مجھے بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔''

بلاول نے فرمانبرداری سے اثبات میں سر ہلایا۔

اس روز رات کے وقت لائبہ نے شوخ لہجے میں کہا۔ ''دیکھا میں کیا کہتی تھی تمہارے خواب کی تعبیر الٹی نکلی کہ نہیں۔ تم نے خواب میں مجھ کو خود سے لڑتے دیکھا تھا جب کہ اس کی تعبیر یہ نکلی کہ دوسرے ہی روز میرے گھر والے راضی خوشی ملنے چلے آئے اور انہوں نے خوش دلی سے ہماری شادی کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔''

''تو پھر کیا خیال ہے اس خوشی میں سہاگ رات کی بھی دوبارہ تجدید کر لی جائے۔'' بلاول نے شوخ لہجے میں کہتے ہوئے اسے آغوش میں سمیٹا۔

لائبہ نے اسے بدتمیز کا خطاب دیتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا دوسرے روز بلاول آفس میں تھا کہ یاسر بہن کو لینے اس کے گھر جا پہنچا۔ بلاول آفس آنے سے پہلے لائبہ کو جانے کی اجازت دے چکا تھا۔ پھر بھی اس نے آفس فون کر کے اسے بتایا کہ وہ یاسر کے ساتھ چند روز رہنے کے لئے میکے جا رہی ہے بلاول نے اسے خوش دلی سے جانے کی اجازت دے دی۔

اس روز تنہائی کے باعث وہ دیر سے سویا۔ اور رات کو خواب میں خود کو گھر کا فرش کھودتے ہوئے دیکھا۔ یہ حیرت انگیز خواب تھا کبھی وہ کمرے کا فرش کھوتا تو کبھی لاؤنج کو کھودنے لگ جاتا۔ صبح اٹھ کر آفس جانے تک وہ اس الجھن میں مبتلا رہا کہ خود اس کا اپنے ہی گھر کی کھدائی کرنے سے کیا مطلب ہے۔ اور وہ خواب میں نہ جانے کیوں گھر کی کھدائی کر رہا ہے۔ یہی سوال بار بار اس کے ذہن میں اٹھتا تھا۔ اس نے سوچا اس میں ضرور کوئی بھید ہے۔ اب تک اس کے خواب سچے ثابت ہوئے تھے۔ صرف لائبہ سے لڑائی سے متعلق خواب میں ابہام تھا۔

اس نے آفس سے تین روز کی چھٹی لی۔ بازار سے کھدائی کے اوزار پھاوڑا، بیلچہ، ہتھوڑا، چھینی وغیرہ خریدے اور گھر جاتے ہی لان کی کھدائی میں جت گیا۔ نصف شب تک وہ یہی مشقت کرتا رہا۔ پھر تھک ہار کر سو گیا اور پھر صبح اٹھ کر ناشتہ کرنے کے بعد دوبارہ کھدائی شروع کر دی، دو روز میں اس نے پورا لان کھود ڈالا۔ مگر کچھ بھی تو سامنے نہ آیا کھدائی کے چکر میں وہ لائبہ کو فون تک کرنا بھول چکا تھا۔ تیسرے روز وہ بیڈ روم کا فرش کھود رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی رنگ ٹون بجی اسکرین پر لائبہ کا نام جگمگا رہا تھا۔

''بلاول کہاں ہو تم؟ نہ ہی کال کی اور نہ ہی مجھ سے ملنے آئے کیا بات ہے؟'' کال ریسیو ہوتے ہی لائبہ گلے شکوے کرنے لگی۔

''سوری یار آفس کے ایک ضروری کام میں پھنسا ہوا تھا۔'' وہ نادم لہجے میں بولا۔

''اچھا تو پھر آج گھر آ جانا امی ابو نے بھی تاکید کی ہے۔ کھانا ہمارے ساتھ ہی کھانا۔'' لائبہ نے کہا تو وہ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا۔

''لائبہ پلیز ناراض مت ہونا میں ان دنوں بہت ضروری کام میں مصروف ہوں۔ میرا آنا مشکل ہے اگر تم بھی چاہو تو چند دن مزید وہیں رک سکتی ہو۔'' اس کی بات سنتے ہی لائبہ نے رابطہ منقطع کر دیا وہ سمجھ گیا کا لائبہ اس کے انکار پر ناراض ہو گئی ہے مگر یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ وہ لائبہ کو منانے کا گر جانتا تھا۔

وہ چوتھے روز صبح حسب معمول کھدائی میں مصروف تھا کہ کال بیل بجنے لگی اس نے کھدائی سے ہاتھ روکے اور دروازے پر جا پہنچا۔ دروازے پر لائبہ اپنے بھائی یاسر کے ساتھ موجود تھی۔ وہ دونوں بلاول کو اس حال میں دیکھ کر بھونچکے رہ گئے بلاول کے بال الجھے ہوئے۔ جسم پر مزدوروں کی طرح گرد و غبار موجود اور ہاتھ میں کدال لئے وہ اس وقت کوئی مزدور ہی دکھائی دے رہا تھا۔

www.urdupalace.com

لائبہ اسے دھکیلتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی۔ لان جگہ جگہ سے کھدا ہوا، مٹی کے ڈھیر اور پھر بیڈروم کے فرش کی کھدائی اچھا بھلا گھر اس وقت کھنڈر دکھائی دے رہا تھا۔ گھر کا یہ حشر دیکھ کر لائبہ کے تو ہوش اڑ گئے خود یاسر بھی حیران تھا کہ بلاول کو یہ کیا ہو گیا ہے۔

حیران و پریشان کھڑی لائبہ نے استفسار کیا۔ "یہ سب کیا ہے؟"

وہ قدرے ہچکچاہٹ سے مخاطب ہوا۔ "دراصل لائبہ تمہارے جانے کے دوسرے روز میں نے خواب میں خود کو گھر کی کھدائی کرتے دیکھا تھا میں نے سوچا اس میں ضرور کوئی نہ کوئی بھید ہوگا اس لئے آفس سے چند روز کی رخصت لی۔ اور کھدائی کرنے لگا۔

"بلاول تم واقعی پاگل ہو گئے ہو۔ کل خواب میں تم مجھے قتل کرتے دیکھو گے تو سچ مچ مجھے بھی قتل کر دو گے۔" وہ سخت غصے اور اشتعال میں تھی۔

"لائبہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے بلاول کسی زمانہ قدیم کے خزانے کے چکر میں کھدائی کر رہا ہو۔ سنا ہے پرانے زمانے میں لوگ کھدائی کر کے خزانے کی دیگیں نکالا کرتے تھے۔" یاسر کے استہزائیہ جملے نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

"بلاول میں دوبارہ امی کے گھر جا رہی ہوں۔ اور اب اس وقت تک مجھ سے رابطہ مت کرنا جب تک کہ تم کسی ماہر نفسیات سے اپنا علاج نہیں کروا لیتے۔" لائبہ نے غصے سے کہا اور گھر سے باہر نکلنے لگی۔

بلاول کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے اس کا تیسرا خواب بھی سچا ثابت ہو رہا تھا لائبہ اس سے لڑ جھگڑ کر گھر چھوڑ کر جا رہی تھی۔ اس نے یہی تو خواب دیکھا تھا اور لائبہ نے سننے پر اس کا مذاق اڑایا تھا۔ مگر اس وقت وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا یہ تیسرا خواب سچا ثابت ہو اس نے منت سماجت کر کے لائبہ کو روکنے کی کوشش کی۔

مگر لائبہ پاؤں پٹختی ہوئی جا چکی تھی۔ وہ سر تھام کر بیٹھ گیا گھر کی کھدائی سے حاصل کیا ہونا تھا الٹا بیوی گھر چھوڑ کر چلی گئی اور پھر گھر کی مرمت کے لئے اسے آفس سے تین چار روز مزید چھٹی لینا پڑی اور جو رقم خرچ ہوئی وہ الگ، اس کا اچھا خاصا مالی نقصان ہوا تھا اس نے لائبہ کو کال کر کے منانے کی کوشش کی مگر وہ اس کا نمبر ہی نہیں ریسیو کر رہی تھی۔

وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر سجاول صاحب کے گھر گیا مگر لائبہ نے اس سے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس کا تیسرا خواب بھی سچا ثابت ہو چکا تھا۔ لائبہ اس سے لڑ جھگڑ کر گھر چھوڑ کر جا چکی تھی وہ جو خوابوں کا اسیر تھا اب سونے سے بھی ڈرنے لگا کہ مبادا پھر کوئی ایسا خواب نہ دیکھ لے۔ مگر بھلا نیند پر کسے اختیار ہے۔ ان خوابوں نے اسے کہیں کا نہ چھوڑا تھا۔

اس روز بھی وہ نیند سے لڑتے لڑتے سو گیا اور وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ اس بار اس نے خواب میں ادریس کو دیکھا۔ اس کے ساتھ تین تنومند افراد بھی تھے جن کے چہروں پر ڈھاٹے موجود تھے ادریس کے شانے پر ایک نازک اندام حسینہ موجود تھی جو بے ہوش نظر آ رہی تھی اس کی گھنیری زلفیں چہرے پر سایہ فگن تھیں۔ اس لئے وہ اس کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ وہ ایک بنگلے کے سامنے رکے۔ جس پر DSP لودھی کی نیم پلیٹ موجود تھی ان میں سے ایک نے لاک کھولا اور وہ بنگلے میں داخل ہو گئے۔ بیڈروم میں آ کر ادریس نے لڑکی کو بیڈ پر لٹایا۔ ایسا کرنے وقت لڑکی کا چہرہ سامنے آ گیا۔ وہ لائبہ تھی۔

بلاول کی محبت اس کی بیوی جس کی خاطر اس نے خاندان بھر کی دشمنی مول لی۔ والدین کا گھر چھوڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان شیطانوں نے لائبہ سے دست درازیاں شروع کر دیں۔ ان کی شیطانی حرکتوں سے لائبہ ہوش میں آ گئی اور اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان درندوں نے اسے عصمت سے محروم کرنے کے بعد اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا۔ پھر انہوں نے لائبہ کی لاش اٹھائی، لان میں لا کر ایک طرف ڈالنے کے بعد ادریس کے ساتھیوں نے گرھا کھودنے

www.urdupalace.com

کے بعد اسے دفنا کر مٹی بھر دی ادریس نے بیلچے سے زمین ہموار کرنے کے بعد جیب سے پولی تھین کی تھیلی سے بیج نکالے اور وہاں ڈال دیئے۔ ''اب کچھ دنوں بعد یہاں کیاری ہوگی اور قیامت تک اس کی لاش دریافت نہ ہوگی۔'' ادریس کے جملے پر اس کے ساتھیوں کے شیطانی قہقہے گونجنے لگے۔

یہ بھیانک خواب دیکھ کر بلاول جاگا تو پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ اب تک وہ اپنے تمام خوابوں کو سچا ثابت ہوتا دیکھ چکا تھا۔ خاص کر یہ خواب دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو چکے تھے وہ اسی وقت بنا سوچے سمجھے سجاول کے گھر جا پہنچا، اس بھیانک خواب سے اس کی ذہنی حالت ابتر ہو چکی تھی۔ ''کیا بات ہے؟'' یاسر نے دروازے پر آ کر پوچھا۔

''مجھے لائبہ سے ضروری بات کرنی ہے۔'' بلاول نے جواب دیا۔

''مگر لائبہ تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔'' یاسر نے رکھائی سے کہا۔ ویسے بھی وہ شروع سے ہی بلاول سے چڑتا تھا۔

اسی وقت سجاول صاحب دروازے پر آ گئے۔ ''کون ہے یاسر؟'' بلاول کو دیکھ کر انہوں نے یاسر کو خشمگین نگاہوں سے دیکھا اور بلاول کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا ڈرائنگ روم میں اس وقت ادریس لائبہ کے ماموں مقبول صاحب موجود تھے ادریس درانی کو وہاں دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا۔ ''یہ یہاں کیوں آیا ہے؟'' اس نے ناگوار لہجے میں پوچھا۔

تو یاسر بھڑک اٹھا ''بلاول اپنی اوقات میں رہو یہ میرا گھر ہے اور ادریس میرا دوست ہے تم ہوتے کون ہو اسے منع کرنے والے؟'' یاسر نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''تم چپ رہو یاسر اور بلاول تم چاہتے کیا ہو؟'' سجاول صاحب نے یاسر کو جھڑکتے ہوئے بلاول سے پوچھا۔

''میں لائبہ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''

بلاول نے خواہش ظاہر کی۔

بلاول چاہے جیسا بھی تھا ان کا داماد تھا اور کوئی باپ نہیں چاہتا کہ اس کی بیٹی کا گھر اجڑے۔ وہ خود چاہتے تھے کہ لائبہ اپنے گھر چلی جائے کہ شادی کے بعد بیٹی کا اصل گھر سسرال میں ہوتا ہے۔

مگر لائبہ بلاول کی ذہنی کیفیت کے پیش نظر اس کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی وہ بلاول کو الگ کمرے میں لے گئے اور لائبہ کو بلا کر خود ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

''اب کیوں آئے ہو؟'' لائبہ نے اداس لہجے میں پوچھا۔

''لائبہ تمہاری زندگی خطرے میں ہے میں نے تمہارے بارے میں بہت ہی خوف ناک خواب دیکھا ہے۔'' بلاول نے جیسے ہی یہ الفاظ دہرائے وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔ ''خاموش خبردار جو اب تم نے لفظ خواب دوبارہ دہرایا۔ تمہارے ان ہی بے تکے خوابوں سے تنگ آ کر میں نے گھر چھوڑا ہے میں خوابوں کے اسیر کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔ بلاول اب بھی وقت ہے اپنا علاج کروالو۔ اگر تمہاری ذہنی حالت یہی رہی تو تم عنقریب پاگل خانے میں پہنچ جاؤ گے۔''

لائبہ کے سفاک الفاظ سے وہ بھی طیش میں آ گیا۔ ''لائبہ ہوش میں آؤ میں تمہارا شوہر ہوں۔ اور تمہیں زبردستی بھی لے جا سکتا ہوں۔ مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا تم سمجھتی کیوں نہیں تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔'' وہ غصے میں بلند آواز میں بولتے وقت بھول گیا کہ اس کی آواز ڈرائنگ روم تک پہنچ رہی ہوگی جہاں سجاول صاحب اور یاسر کے ساتھ ساتھ ادریس اور لائبہ کے ماموں بھی موجود ہیں اس نے لائبہ کے قتل سے متعلق اپنا خواب بھی بیان کر ڈالا اس کے خوابوں سے چڑنے والی لائبہ اس کا یہ خواب سنتے ہی غصے میں آ گئی، شور شرابے کی آوازیں سن کر سجاول صاحب یاسر لائبہ کے ماموں ادریس بھی کمرے میں آ گئے۔

بلاول کی گفتگو وہ سب سن چکے تھے اور وہ بھی غصے میں تھے۔ ''تم واقعی پاگل ہو نکلو میرے

www.urdupalace.com

گھر سے۔" یاسر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے نکالنا چاہا۔

بلاول جو پہلے ہی تپا بیٹھا تھا یاسر سے الجھ پڑا۔
"تم کون ہوتے ہو میرے اور لائبہ کے بیچ بولنے والے۔" ادریس بیچ بچاؤ کے لئے آگے بڑھا تو وہ اس سے بھی لڑ پڑا اور یاسر اور ادریس کو دھمکیاں دینے لگا۔

ان خوابوں اور پھر لائبہ کے رویہ اور بے اعتنائی نے اسے جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس وقت وہ واقعی ایب نارمل ہو چکا تھا۔ اور کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا ہاتھا پائی کے دوران گھونسہ لگنے سے یاسر کا نچلا ہونٹ پھٹ چکا تھا جس سے خون رسنے لگا تھا جب کہ ادریس کی ناک پر پنچ لگا تھا وہ اس وقت غصے سے بے قابو ہو چکا تھا۔

لائبہ بلاول کے اس غیر متوقع رویے اور لڑائی جھگڑے سے ہکا بکا رہ گئی تھی ادھر سجاول صاحب پولیس ہیلپ لائن پر کال کر چکے تھے خلاف توقع پولیس موبائل جلد پہنچ گئی اتفاقاً اس بار بھی بلاول کا سامنا اے ایس آئی جمیل سے ہوا جمیل کو اپنے دوست بلاول کو گرفتار کرتے ہوئے دکھ تو ہوا مگر وہ بھی قانون کے ہاتھوں مجبور تھا۔ اور پھر وہ فرض شناس پولیس آفیسر تھا۔ اس نے جب بلاول کو تھانے لے جا کر اسے لاک اپ کیا تو بلاول نے ایک بار پھر اسے اپنی روداد سنائی۔

"بلاول میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا کہ کسی اچھے ماہر نفسیات سے مل لو اور اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرو ورنہ یا تو تم جیل میں ہو گے یا پھر پاگل خانے پہنچ جاؤ گے۔" وہ اسے سمجھانے کے بعد اپنے کمرے میں گیا اور ایک سپاہی کے ہاتھوں اس کے لئے چائے اور بسکٹ بھجوائے اسے بلاول کو لاک اپ کرتے ہوئے دکھ تو ہوا تھا مگر وہ قانون کے ہاتھوں مجبور تھا۔

کچھ ہی دیر میں کمال احمد اپنے بیٹے سے ملنے آئے بلاول کو لاک اپ میں دیکھ کر انہیں بھی دکھ ہوا، بیٹے سے ملنے کے بعد کمال احمد نے بھائی کو فون کیا سجاول نے اسے تمام حالات بتاتے ہوئے کیس واپس لینے پر رضامندی ظاہر کر دی۔

یوں چند گھنٹوں میں بلاول کی لاک اپ سے جان چھوٹ گئی۔

گھر جا کر وہ بے قرار ماں سے ملا۔ جو اس کی جدائی میں اب تک آنسو بہا رہی تھی۔ اس روز بھی رات کو سوتے ہوئے اس نے لائبہ سے متعلق وہی خواب دیکھا کہ ادریس اور اس کے ساتھی لائبہ کو قتل کرنے کے بعد لان میں دفنا دیتے ہیں۔

خواب دیکھنے کے بعد وہ جاگا اور بے کل سا ہو گیا رات تو اس نے کروٹیں بدلتے ہوئے جیسے تیسے گزاری۔ صبح ہوتے ہی سجاول صاحب کے دروازے پر جا دھمکا۔ چوکیدار نے بلاول کے آنے کی اطلاع اندر دی تو سجاول صاحب گیٹ پر چلے آئے۔ بلاول کو دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں گویا خون اتر آیا تھا۔ "تم پھر آ گئے۔"

"چچا جان میں لائبہ سے ملنے آیا ہوں۔" بلاول نے ان کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا تو ان کا پارہ مزید چڑھ گیا۔

"بلاول نے پہلے ہی تمہاری وجہ سے یہاں بہت بدمزگی ہوئی ہے بہتر ہے کہ خاموشی سے گھر لوٹ جاؤ اور شکر ادا کرو کہ یاسر آج گھر پر نہیں ہے وہ تمہاری اس روز والی حرکت سے بہت غصے میں ہے۔"

"چچا جان میں لائبہ سے مل کر ہی جاؤں گا وہ میری بیوی ہے آپ مجھے اس سے ملنے سے نہیں روک سکتے۔" بلاول اپنی بات پر بضد رہا۔

"بلاول لائبہ گھر پر نہیں ہے وہ کچھ دنوں کے لئے اپنے ماموں کے گھر گئی ہے جیسے ہی آئے گی میں تم سے ضرور بات کراؤں گا۔ مگر وہ اس وقت تک تمہارے ساتھ نہیں جائے گی جب تک تم اپنے پاگل پن کا علاج نہیں کروا لیتے۔" سجاول صاحب نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

تو اس کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی مگر مخاطب اس کا سگا چچا تھا اس لئے جواب میں کوئی تلخ بات نہ کہہ

www.urdupalace.com

سکا۔ صرف اتنا ہی کہا۔ ”میں لائبہ سے ملے بغیر نہیں جاؤں گا یا پھر آپ صاف صاف بتائیں کہ وہ کہاں گئی ہے میں وہیں جا کر اس سے مل لوں گا۔“ وہ اب بھی اپنی بات پر مصر تھا۔

”بلاول تم جاتے ہو یا میں پولیس کو بلاؤں۔“ سجاول صاحب نے اسے دھمکی دی۔

”اگر آپ پولیس کو بلانا بہتر سمجھتے ہیں تو بے شک بلا لیں مگر میں لائبہ سے ملے بغیر نہیں جاؤں گا۔“ وہ اپنی بات پر بضد رہا تو سجاول صاحب نے تنگ آ کر پولیس کو فون کیا اس بار بھی پولیس موبائل کے ساتھ اے ایس آئی جمیل تھا۔

بلاول کو سجاول صاحب کے دروازے پر ایستادہ دیکھ کر اور سجاول صاحب کی شکایت سن کر اس نے بے اختیار اپنا ماتھا پیٹ ڈالا۔ ”بلاول تم کیوں میری نوکری کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو، آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا۔“ اس بار وہ بھی بلاول کی ان حرکتوں پر جھنجھلا گیا۔

”جمیل تم مجھے اپنا دوست نہیں ایک عام انسان ہی سمجھو۔“ حادثے کے بعد سے دیکھا جانے والا میرا ہر خواب سچا ثابت ہوا ہے اور پھر ادریس شروع سے ہی ہمارے پیار کا دشمن ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اور لائبہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اس نے چچا جان سے لائبہ کا ہاتھ مانگا اس کی دولت اور شان شوکت دیکھ کر چچا جان نے بھی حامی بھر لی مجبوراً ہمیں کورٹ میرج کرنا پڑی۔ مجھے شبہ ہے کہ اس سڑک پر وہ حادثہ ادریس کی ہی سازش تھی یہ مجھے مروانا چاہتا ہے اور لائبہ کی جان کو بھی اس سے خطرہ ہے میرا مقصد لائبہ کو محض ادریس سے بچانا ہے اور اگر میرا خواب جھوٹا ہے تو تم ہی بتاؤ اپنی بیوی سے ملنے کی ضد کرنا کوئی جرم تو نہیں۔ لائبہ میری بیوی ہے مجھے اس سے ملنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا، وہ جذباتی سا ہو گیا تھا۔

اس کی بات سن کر جمیل سجاول صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔ ”سجاول صاحب اس کا مطالبہ کچھ ایسا غلط بھی تو نہیں آپ بتا دیں لائبہ کہاں گئی ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ فون پر اس کی لائبہ سے بات کروا دیں تا کہ اس کی تسلی ہو جائے۔“ جمیل کے کہنے پر سجاول صاحب کو مجبوراً فون پر لائبہ سے اس کی بات کروانا پڑی۔

”لائبہ کہاں ہو تم؟ اور تمہارا نمبر بھی تو آف تھا۔“ کال ریسو ہوتے ہی اس نے بے تابی سے پوچھا۔

”میں میرپور والے ماموں کے گھر آئی ہوئی ہوں ان کی بیٹی رومانہ کی شادی تھی آج ولیمہ ہے انشاء اللہ کل ہم وہاں سے روانہ ہو جائیں گے رہی نمبر آف ہونے کی بات تو دراصل کل میرا موبائل پانی میں گر گیا تھا اب بھی یاسر کے ہی موبائل سے بات کر رہی ہوں۔ پر تم کیسے ہو؟“ وہ اس طرح ہشاش بشاش لہجے میں اس سے بات کر رہی تھی کہ جیسے ان میں کبھی ناراضگی ہوئی ہی ناں ہو۔

”مجھ سے دور جا کر پوچھتی ہو کہ تم کیسے ہو کیا تم نہیں جانتی کہ میں تمہارے بنا ادھورا ہوں۔“ اس نے شکوہ کیا تو لائبہ شرمندہ سی ہو گئی۔

”بلاول میں اب بھی تم سے پیار کرتی ہوں۔ مگر تمہیں خود کو بدلنا ہو گا کسی اچھے ماہر نفسیات سے ملو تا کہ تمہاری ذہنی حالت بہتر ہو سکے تم سوچ بھی نہیں سکتے اس روز گھر پر جو تم نے ہنگامہ کھڑا کیا تھا اس سے مجھے کتنی شرمندگی ہوئی۔ بھلا کوئی ہوش مند انسان ایسی حرکت کرتا ہے۔“ لائبہ کے ماہر نفسیات سے ملنے کے مشورے سے اس کا پارہ دوبارہ چڑھنے لگا مگر بمشکل خود کو کنٹرول کرتے ہوئے اس نے چند باتیں کرنے کے بعد رابطہ منقطع کر دیا۔

”بلاول اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہو گی اور خدا کے لئے اب کوئی ڈراؤنا خواب مت دیکھنا اور ہاں کوشش کرو کہ کسی اچھے ماہر نفسیات سے علاج کروا لو۔“ جمیل کے مشورے پر اس نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

بلاول وہاں سے گھر جانے کے بجائے ریلوے

www.urdupalace.com

اسٹیشن جا پہنچا اور جہلم کا ٹکٹ لیا۔ جہلم سے دینہ تک مسافر بس اور دینہ سے وین کے ذریعے میر پور پہنچتے تک شام ہو چکی تھی۔ وہ لائبہ کے ماموں کے گھر پہنچا تو پتہ چلا لائبہ، یاسر، یاسر کے دوست ادریس کے ہمراہ پجارو میں بائی روڈ کراچی کے لئے روانہ ہو چکے ہیں ادریس لائبہ اور یاسر کا ایک ساتھ سفر کرنے کا سن کر اس کے ہوش اڑ گئے وہ دل ہی دل میں لائبہ کی سلامتی کے لئے دعا کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوا راستے میں اس نے لائبہ کا نمبر ٹرائی کیا مگر وہ بدستور آف تھا یاسر کا نمبر ملا نے کو دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر خود پر جبر کر کے اس نے یاسر کا نمبر ڈائل کیا۔ ''تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے نمبر پر کال کرنے کی۔'' وہ کال ریسو کرتے ہی اس پر گرجتے برسنے لگا۔

''یاسر غصہ کرنے کے بجائے میری بات دھیان سے سنو، اس روز ہمارے بیچ جو بھی ہوا اس کے لئے میں تم سے سوری کرتا ہوں۔'' اس نے رسان سے اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ادریس بظاہر تمہارا دوست ہے مگر شیطان سے بھی بدتر ہے لائبہ کی زندگی خطرے میں ہے جتنی جلدی ہو سکے ادریس سے جان چھڑا لو۔''

جواب میں یاسر نے غصے سے کہا۔ ''تمہاری یہیں باتیں تو مجھے پسند نہیں اب دوبارہ میرے نمبر پر کال مت کرنا۔''

بلاول نے دوبارہ کال کرنے کی کوشش کی مگر یاسر نے اس کی کال ریسو نہ کی اور کچھ دیر بعد تو اس کا نمبر ہی آف ہو گیا اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ دوبارہ ٹرین کے ذریعے کراچی جائے، میر پور سے جہلم پہنچتے تک رات ہو چکی تھی کراچی جانے والی ٹرین رات گیارہ بجے اسٹیشن پر آئی، وہ دوسرے روز شام چھ بجے کراچی پہنچا۔ ریلوے اسٹیشن سے ٹیکسی کے ذریعے جیسے ہی سجاول صاحب کی رہائش گاہ پہنچا وہاں لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا اور دل ڈوبنے لگا۔

کہیں اس کا یہ خواب بھی سچا تو ثابت نہیں ہوا، یہ تصور ہی اس کے لئے سوہان روح تھا وہ ٹیکسی سے اترا اور تھکے تھکے سے انداز میں آگے بڑھا ہی تھا کہ ایک طرف کھڑی پولیس موبائل سے چند پولیس اہلکار آگے بڑھے یہ اے ایس آئی جمیل اور تین پولیس کانسٹیبل تھے۔

''جمیل یہاں کیا ہوا ہے؟ خیریت تو ہے۔'' اس نے دھڑکتے دل سے سوال کیا۔

مگر جمیل نے کوئی جواب دیئے بغیر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنا دی۔

''یہ سب کیا ہے؟'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''تمہیں یاسر اور لائبہ کے قتل کے جرم میں گرفتار کیا جاتا ہے۔'' جمیل نے سرد لہجے میں کہا تو اس کے پاؤں تلے سے جیسے زمین سرک گئی، وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

اسی وقت ادریس ایک سب انسپکٹر رینک کے افسر کے ساتھ ان کی طرف بڑھا۔ جمیل نے سب انسپکٹر کو سلیوٹ کر کے کہا۔ ''ریاض صاحب میں نے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔'' وہ جو پہلے ہی لائبہ اور یاسر کی موت کی خبر سن کر حواس باختہ ہو چکا تھا اس کے جسم سے تو جیسے جان نکل چکی تھی وہ زمین پر ڈھے سا گیا تھا اور بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا شدت غم سے اس کی حالت غیر ہو چکی تھی۔

وہ خوابوں کا اسیر تھا انہی خوابوں نے اسے لائبہ سے محروم کر دیا تھا خود جمیل بھی اس کی یہ کیفیت دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ نادانستگی میں اس نے کہیں غلط شخص کو تو گرفتار نہیں کر لیا بھلا کوئی سفاک قاتل ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

سب انسپکٹر ریاض نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا اور آگے بڑھ کر بلاول کے پہلو میں ٹھوکر رسید کی۔ ''اب کیا مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہو تم ہی نے اس روز جھگڑے میں یاسر اور ادریس کو جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی۔ اور پھر دوسرے روز سجاول صاحب کے گھر جا دھمکے تم نے بڑی ہوشیاری سے لائبہ کو فون کر کے پتہ لگا یا کہ وہ میر پور میں ہے پھر تم میر پور پہنچے مگر اس

www.urdupalace.com

دوران یاسر اور لائبہ ادریس کی پجارو میں وہاں سے روانہ ہو چکے تھے۔ ان کی روانگی کی خبر سنتے ہی تم نے یاسر کے موبائل فون پر کال کی۔''

''ہاں مگر وہ پجارو میں تھے اور پھر یاسر نے مجھے برا بھلا کہہ کر موبائل آف کر دیا تھا۔'' بلاول نے سر اٹھا کر بے اختیار کہا۔

''جھوٹ مت بکو۔ تم نے جب یاسر کو فون کیا تو گاڑی دریائے سندھ کے پل پر تھی تم نے فون کال میں یاسر کو وہیں دریائے سندھ کے پل پر رکنے کو کہا اور بولے کہ تم اس مقام سے زیادہ دور نہیں قریب ہی ہو اور اسی طرف آ رہے ہو، یاسر اور لائبہ کے کہنے پر میں نے پجارو پل کے قریب روکی بس پچیس منٹ بعد ایک شہزور پجارو سے کچھ فاصلے پر رکی۔ شہزور میں سے تم اور ایک باریش شخص اترے تم دونوں کے ہاتھوں میں پسٹل تھے تمہیں مسلح دیکھ کر میں چوکنا ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ میں لائبہ اور یاسر کو باخبر کرتا تم دونوں نے چشم زدن میں گولیاں چلا دیں۔ میرے دائیں بازو میں گولی لگی تھی میں جان بچانے کے لئے دریا میں کود گیا۔''

ادریس نے اپنے دائیں بازو پر موجود بینڈیج نمایاں کرتے ہوئے کہا۔

''جھوٹ بکتا ہے یہ۔'' بلاول نے چلاتے ہوئے اس پر جھپٹنا چاہا مگر جمیل اور سپاہیوں نے مل کر اسے قابو میں کر لیا۔

ادھر ادریس اپنی ہی دھن میں بولتا چلا جا رہا تھا۔'' میں تیرنا نہیں جانتا اس لئے ڈوبنے لگا مگر مجھے وہاں موجود چند راہ گیروں نے دریا سے نکال لیا اور اسپتال پہنچا دیا ہوش میں آنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ لائبہ اور یاسر اس دنیا میں نہیں ہیں اور پھر یاسر کی لاش غوطہ خوروں نے دریا سے نکال لی مگر لائبہ بے چاری کی تو لاش بھی نہیں ملی۔'' ادریس نے تفصیل سے اپنا بیان دہرایا۔

''جمیل ملزم کو تھانے لے جاؤ۔'' ریاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو بلاول کو پولیس موبائل میں بیٹھا دیا گیا۔ غم اور غصے سے بلاول کی ذہنی حالت اس وقت بہت خراب تھی۔ مگر رفتہ رفتہ اس نے اپنی ذہنی کیفیت پر قابو پا لیا کہ اسے سمجھ آ گیا تھا کہ آج اگر وہ سلاخوں کے پیچھے پہنچ گیا تو پھر اس کا بچ نکلنا مشکل ہو گا پولیس موبائل اس وقت ایک سنسان راستے سے جا رہی تھی اس پکی سڑک کے اطراف خودرو جھاڑیوں کی بہتات تھی ایک طرف نشیب میں بڑا سا نالہ تھا۔

بلاول نے بیٹھے بیٹھے دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے اور چیخ کر گاڑی روکنے کو کہا۔ ''کیا بات ہے خیریت تو ہے؟'' جمیل نے پوچھا اسے اب تک یقین نہیں تھا کہ بلاول جیسا شریف انسان اپنی بیوی کو قتل کر سکتا ہے اور پھر لائبہ کو تو وہ جان سے بھی بڑھ کر چاہتا تھا۔

لائبہ کے روٹھ کے میکے جانے سے تو وہ پاگل ہی ہو گیا تھا یہ سب جمیل کے علم میں تھا۔

بلاول جو تکلیف کی شدت سے دہرا ہو گیا تھا پیٹ دباتے ہوئے کربناک انداز میں کراہنے لگا۔''یار پیٹ میں بہت درد ہے اب تو معاملہ برداشت سے باہر ہو گیا ہے۔''

جمیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کی ہتھکڑی کھولی اور اس کے ساتھ ساتھ نیچے اترا۔ بلاول پیٹ پکڑے ہوئے کچھ فاصلے پر موجود جھاڑیوں کے جھنڈ میں جا گھسا۔

دس پندرہ منٹ بعد جمیل نے آواز لگائی ۔''بلاول جلدی باہر آؤ پہلے ہی کافی دیر ہو چکی ہے۔''

''بلاول وہاں ہوتا تو جواب دیتا، وہ بلاول کو پکارتا ہوا جھاڑیوں کے اس جھنڈ تک جا پہنچا۔ مگر جھاڑیوں میں بلاول کیا بلی کا بچہ تک نہ تھا۔ دراصل بلاول نے پلاننگ کے تحت پیٹ درد کا ڈرامہ رچایا تھا وہ جانتا تھا کہ جمیل اس حد تک تو اس پر بھروسہ ضرور کرے گا کہ اسے جھاڑیوں میں جانے کی اجازت دے دے اور ہوا بھی یہی جھاڑیوں میں داخل ہوتے ہی وہ جھکے جھکے انداز میں دوسری طرف نکلا اور نشیب میں لڑھکتا ہوا نالے تک پہنچ کر نالے میں اتر گیا۔ یہ برسوں پرانا متروک نالہ تھا جو اس وقت تقریباً خشک تھا۔ کافی آگے

www.urdupalace.com

جا کر وہ نالے سے نکلا اور ایک طرف دوڑنے لگا۔
جمیل کو دھوکہ دیتے ہوئے اسے پشیمانی کا احساس تو ہوا تھا مگر یہ اس کی مجبوری تھی۔ اسے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ لائبہ اور یاسر کے اصل قاتل تک پہنچنا تھا۔ سڑک پر پہنچ کر وہ ایک طرف کھڑا ہو کر گاڑی کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک موٹر سائیکل پر پڑی جو کچھ فاصلے پر کھڑی تھی پھر اسے موٹر سائیکل سوار بھی نظر آ ہی گیا جو فطری تقاضے سے مجبور ہو کر اکڑوں بیٹھا تھا۔ اس وقت اس کی پشت موٹر سائیکل کی طرف تھی۔
بلاول موٹر سائیکل کے قریب پہنچا اتفاق سے چابی موٹر سائیکل میں ہی لگی ہوئی تھی بلاول نے جیسے ہی کک ماری موٹر سائیکل سوار نے مڑ کر دیکھا مگر بلاول ہاتھ ہلاتا ہوا اسے بائے بائے کہہ کر تیز رفتاری سے آگے بڑھ چکا تھا، وہ رات آٹھ یا نو بجے کے قریب گولڈن ٹاؤن پہنچ چکا تھا مطلوبہ مکان اس کے گھر سے کچھ ہی فاصلے پر تھا، یہ مکان وہ خواب میں دو تین بار دیکھ چکا تھا جب ادریس اور اس کے ساتھی لائبہ کو اغوا کر کے اس مکان میں لے جاتے ہیں نیم پلیٹ پر لودھی ہاؤس لکھا ہوا تھا مکان کے اطراف فولادی گرل نصب تھی۔ مگر اس ٹاؤن میں گھر ایک دوسرے سے فاصلے فاصلے پر تھے اور پھر خوش قسمتی سے ارد گرد بھی کوئی نہیں دکھائی دے رہا تھا اس لئے وہ با آسانی تالا توڑ کر لودھی ہاؤس میں داخل ہو گیا کمروں کے دروازے لاک نہ تھے اسٹور روم سے اسے کدال بھی مل گئی جو زنگ آلود تھی گویا یہ کدال کافی عرصے سے یہاں موجود تھی اور استعمال نہیں ہوئی تھی۔
وہ خواب میں ادریس اور اس کے ڈھاٹا پوش ساتھیوں کو لائبہ کی لاش لان میں دفناتے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے کدال لئے ہوئے لان میں مطلوبہ مقام تک جا پہنچا۔ یہاں کی گھاس کافی بڑھی ہوئی تھی جو نا قابل یقین بات تھی۔
لائبہ پچھلے روز غائب ہوئی تھی اگر ادریس اور اس کے ساتھیوں نے لائبہ کی لاش یہاں دفن کی تھی تو پھر ایک ہی دن میں یہاں اتنی بڑی بڑی گھاس کیسے اگ آئی۔ خیر اس نے لرزتے کانپتے ہاتھوں سے اس جگہ کھدائی شروع کر دی۔ دو تین گھنٹوں کی کھدائی سے وہ کافی تھک چکا تھا مگر اس کی محنت کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ گڑھے میں ایک جگہ کدال سے مٹی نکالتے ہوئے اسے انسانی ہاتھ کی جھلک دکھائی دی وہ دھک سے رہ گیا آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا تھا گویا اس کا یہ خواب بھی سچا ثابت ہو چکا تھا اور اب لائبہ کی لاش یہاں سے برآمد ہونے والی تھی۔
کدال ایک طرف پھینک کر وہ ہاتھوں سے وہاں کی مٹی نکالنے لگا، مٹی بھربھری تھی اس لئے اسے زیادہ دقت نہیں ہو رہی تھی۔
"تو تم بالآخر یہاں تک پہنچ ہی گئے۔" عقب میں ایک بارعب آواز گونجی۔ وہ ایڑیوں کے بل مڑا تو ششدر رہ گیا عقب میں سب انسپکٹر ریاض اور شوکت موجود تھے۔ شوکت بلاول کے پڑوس میں رہتا تھا۔ ریاض اس وقت سول ڈریس میں موجود تھا اس نے سوچا کیا لائبہ کے قتل میں شوکت اور ریاض بھی شامل ہیں۔ مگر اس نے خواب میں تو ادریس اور اس کے ساتھی دیکھے تھے جن کے چہروں پر ڈھاٹے موجود تھے۔
"تم لوگوں نے لائبہ کو کیوں قتل کیا اس نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔" وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔
ریاض نے ٹریگر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ "بلاول تم بے وقوف ہو اگر تم پولیس حراست سے بھاگ کر یہاں نہ آتے تو زندہ بچ جاتے۔ مگر اب تمہیں مارنا مجبوری ہے کہ تم قتل کے اس واقعہ کے گواہ بن چکے ہو۔ مگر مرنے سے پہلے اتنا تو بتا دو تمہیں کیسے پتہ چلا کہ لاشیں یہاں دفن ہیں۔
لفظ لاشیں پر اس نے حیرت سے ریاض کی طرف دیکھا اور سوچا۔ "کیا یہاں لائبہ کے علاوہ کسی دوسرے کی لاش بھی موجود ہے۔"
"ریاض جلدی کرو اسے بھی مار کر یہاں

www.urdupalace.com

دفنا دیتے ہیں ابھی ہمیں ادریس تک بھی پہنچنا ہے وہ دعوت کے لئے ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔" شوکت نے تیزی سے کہا تو ریاض نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹریگر پر اپنی انگلی کا دباؤ بڑھا دیا۔

بلاول کو اپنی موت کا یقین ہو چلا تھا وہ سفاک قاتل بھلا اسے یہاں سے کیوں جانے دیتے۔ اسی وقت عقب سے دھپ کی آواز گونجی۔ بلاول کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ یہ اے ایس آئی جمیل اور تین پولیس اہلکار تھے جو دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے تھے۔

ریاض نے بجلی کی سی سرعت سے مڑ کر گولی چلا دی۔ جو جمیل کا دایاں بازو چھیدتی ہوئی گزر گئی جمیل کے ساتھی اہلکاروں نے ٹریگر دبا دیا۔ ان کی رائفلوں سے نکلی گولیوں سے ریاض کا جسم چھلنی ہو گیا شوکت نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر دیئے ویسے بھی ریاض کی موت سے اس کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔

"ان دونوں نے میری لائبہ کو قتل کر کے یہاں دفنا دیا ہے۔" بلاول بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

جمیل نے اسے تسلی دی اور سب انسپکٹر ریاض کی لاش کا معائنہ کرنے لگا وہ بلاول کو گرفتار کرنے لودھی ہاؤس میں داخل ہوئے تھے، یہاں ریاض اور شوکت کو دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی۔ بلاول گن پوائنٹ پر تھا جب کہ کچھ فاصلے پر گڑھا کھدا ہوا تھا جس میں کسی عورت کی لاش کا کچھ حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اندر آتے ہی سمجھ چکے تھے کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔

بلاول کی جان خطرے میں تھی سب انسپکٹر ریاض جو کہ اس وقت سول ڈریس میں ملبوس تھا بلاول کی جان کے درپے تھا ریاض ان کی نظروں میں مشکوک ہو چکا تھا مگر کچھ بھی تھا ان کا سینئر آفیسر تھا ان کا ارادہ ریاض پر گولی چلانے کا ہرگز نہ تھا مگر جب ریاض نے مڑ کر جمیل پر گولی چلائی تو اس کے ساتھی اہلکاروں کو مجبوراً فائر کرنا پڑا۔

جمیل نے موبائل فون سے کال کر کے ایمبولینس کو طلب کرنے کے ساتھ ساتھ افسران بالا کو واقعہ کی رپورٹ دی کہ معاملہ سنگین ہو چکا تھا اس کے ہاتھوں پولیس آفیسر ہلاک ہو چکا تھا پھر اس نے پولیس اہلکاروں کو حکم دیا۔ "احتیاط سے کھدائی کر کے لاش کو باہر نکالو۔"

صدمے اور دکھ سے بلاول کی حالت غیر ہو رہی تھی اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی اس کا دم نکل جائے گا اس کی حالت کا اندازہ ہوتے ہی جمیل نے ایک کانسٹیبل کو اشارہ کیا کہ فی الحال بلاول کو یہاں سے لے جائے اسے ڈر تھا کہ کہیں لائبہ کی لاش دیکھتے ہی بلاول کا دم نہ نکل جائے، سپاہی بلاول کو لودھی ہاؤس سے باہر لے گیا اور وہاں موجود پولیس موبائل کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

سپاہیوں کی کھدائی کے دوران جمیل شوکت سے بہت کچھ اگلوا چکا تھا۔ ویسے بھی شوکت اس پولیس آفیسر سے ڈر چکا تھا جس نے بنا کسی رعایت کے اپنے سینئر آفیسر پر گولی چلا دی تھی۔

لاش برآمد کر لی گئی یہی نہیں بلکہ لان سے کھدائی کے دوران تین لاشیں مزید ملیں یہ بھی لڑکیوں کی لاشیں تھیں۔

اعلیٰ افسران پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ پہنچ چکے تھے ایمبولینس بھی آ چکی تھی لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوا دیا گیا، شوکت کو ایک دوسری پولیس موبائل میں بیٹھایا گیا جب کہ جمیل بلاول والی گاڑی میں بیٹھا اور چار گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ چل پڑا۔

بلاول حیران تھا کہ جمیل افسران اعلیٰ اور پولیس کی بھاری نفری سمیت کہاں جا رہا ہے۔ ان کے سفر کا اختتام ایک میدانی علاقے میں موجود دو منزلہ عمارت کے سامنے ہوا۔ پولیس اہلکاروں نے اس عمارت کو گھیرے میں لے لیا پولیس کمانڈوز کرالنگ کرتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھے اور باؤنڈری وال سے کود گئے کچھ دیر بعد فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ پھر عمارت کے دروازے سے پولیس کمانڈوز ایک تنومند شخص اور لڑکی کے ساتھ دروازے سے باہر نکلے۔ ان

www.urdupalace.com

پر نظر پڑتے ہی بلاول حیرت سے اچھل پڑا۔ وہ ادریس اور لائبہ تھے۔ ادریس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی موجود تھی اور چہرے پر خوف وہراس کے آثار نمایاں تھے ادریس کو ملزم شوکت والی جیپ میں سوار کروادیا گیا۔ جب کہ لائبہ کو بلاول کے ساتھ بیٹھادیا گیا، پولیس پہنچنے تک جمیل بلاول کو تفصیلات سے آگاہ کر چکا تھا۔

لودھی ہاؤس کے لان کی کھدائی سے چار لڑکیوں کی لاشیں ملی تھیں تین لاشوں کی شناخت نہیں ہوسکی تھی جبکہ چوتھی لاش رخسانہ نامی لڑکی کی تھی جس کا تعلق گولڈن ٹاؤن سے تھا۔

جمیل نے اسے بتایا یہ پانچ برس پہلے کا واقعہ ہے جب گولڈن ٹاؤن نیا نیا آباد ہوا تھا۔ ڈی ایس پی فاروق لودھی ان دنوں حاضر سرور تھا اس نے اس ٹاؤن میں پلاٹ خرید کر گھر تو تعمیر کروادیا۔ مگر رہائش اختیار کرنے کی نوبت ہی نہ آئی اور وہ ایک روز دل کا دورہ پڑنے سے چل بسا۔ ڈی ایس پی لودھی فرض شناس اور ایماندار پولیس آفیسر تھا جب کہ اس کا بیٹا ریاض رشوت خور اور عیاش انسان تھا ریاض ان دنوں اے ایس آئی کی پوسٹ پر تھا لودھی کے مرنے کے بعد اسے کھلی چھٹی مل گئی پہلے جو وہ باپ کے ڈر سے چھپ کر واردات کرتا تھا اب بے دھڑک کھلے عام رشوت لینے لگا۔ شوکت، ادریس اکمل اور ریاض گہرے دوست ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھے لودھی صاحب کے مرنے کے بعد ریاض نے وہاں رہائش کا ارادہ ترک کردیا۔ اور لودھی ہاؤس کو اپنی عشرت گاہ بنالیا چاروں دوست اکثر وہاں عیاشی کی غرض سے جاتے تھے کبھی کوئی کال گرل ہائر کرتے تو کبھی کبھار کوئی بے بس مظلوم لڑکی ان کے ہتھے چڑھ جاتی جسے ریاض وردی کا رعب دکھا کر بے آبرو کردیا کرتا تھا۔

ریاض جنسی لحاظ سے ایب نارمل تھا اکثر نشاط انگیز لمحات میں بے قابو ہوکر جانور بن جاتا تھا۔ اس کی جنسی درندگی کی بھینٹ نہ جانے کتنی لڑکیاں چڑھ کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی تھیں۔ وہ کبھی کبھار پینے پلانے کی غرض سے بھی لودھی ہاؤس آجاتے تھے ریاض کے جاننے والوں حتیٰ کہ اس کے ساتھی پولیس افسران کو بھی ریاض کی اس طرب گاہ کے بارے میں معلوم نہ تھا۔

پانچ برس پہلے بیس دسمبر کی شب ریاض پولیس اسٹیشن سے گھر جانے کے لئے نکلا ہی تھا کہ اسے اپنے تینوں دوست مل گئے۔ شوکت کے ہاتھوں میں شمپین کی بوتل تھی شراب کی یہ قسم ریاض کو بہت پسند تھی اس کے دوست اس کی اس بات سے بخوبی واقف تھے۔ "ریاض ہماری طرف سے آج تمہاری خصوصی دعوت ہے۔" شوکت نے چہکتے ہوئے کہا تو وہ ہنسنے لگا۔ چاروں نے نصف سے زائد بوتل ریاض کی جیپ میں پیتے رہے اور سڑکوں پر مٹر گشت کرتے رہے، سمندر کی طرف جانے والی سڑک پر وہ رات دس بجے کے قریب گزرے تو انہیں ایک مہران دکھائی دی مہران کار کی پچھلی نشست پر ایک جوڑا راز و نیاز میں مصروف تھا ریاض کی نظران پر پڑی تو اس نے جیپ روک دی۔ "اوئے کون ہو تم؟ اور رات کے اس پہر گاڑی میں کیا غٹر غوں کرر ہے ہو۔" ریاض گاڑی سے اترتے ہی ان پر گرجنے برسنے لگا۔ اس نے ہولسٹر میں اڑسا پسٹل نکال کر ان پر تان لیا تھا ایک تو رات کا پہر اور پھر ریاض پولیس وردی میں ملبوس تھا اور ان پر پسٹل بھی تن چکا تھا۔

لڑکی ڈر اور خوف سے بے ہوش ہونے کے قریب تھی لڑکا البتہ حوصلہ مند ثابت ہوا۔ "سر ہم کوئی دہشت گرد نہیں جو آپ ہم پر اس طرح پسٹل تانے کھڑے ہیں۔" وہ استہزائیہ لہجے میں بولا۔

تو ریاض بھڑک اٹھا۔ "اوئے تیری تو...... زیادہ بکواس مت کرو اور سیدھی طرح بتا یہ کون ہے؟"

لڑکے کو اس کے انداز مخاطب سے غصہ تو آیا مگر وہ تحمل سے بولا۔ "سر ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ سیر و تفریح کی غرض سے آئے تھے۔"

"اچھا۔" ریاض نے لفظ اچھا کو کھینچ کر ادا کیا "نکاح نامہ دکھاؤ؟"

اتفاق سے نکاح نامہ لڑکی کے پرس میں تھا۔

www.urdupalace.com

جو اس نے ریاض کو تھما دیا۔ لڑکے کا نام جواد جب کہ لڑکی کا نام رخسانہ تھا۔ دونوں کی شادی کو صرف دس بارہ روز ہی گزرے تھے۔

''اوہ تو گویا یہاں تم ہنی مون منا رہے تھے۔ چل نکال کتنے پیسے ہیں جیب میں۔'' ریاض نے خباثت سے ہنستے ہوئے کہا تو جواد کا پارہ چڑھ گیا۔ ''کیا بکواس کر رہے ہو تم؟'' لفظ بکواس اپنے لئے سن کر ریاض کا دماغ گھوم گیا۔

''چلو بیٹھو جیپ میں۔'' ریاض کے اشارے پر اس کے ساتھیوں نے اس نوجوان جوڑے کے چیخنے چلانے کی پرواہ کئے بغیر اسے گاڑی میں سوار کروا دیا پسٹل اب تک ریاض کے ہاتھ میں ہی تھا۔ ایک سنسان مقام سے گزرتے ہوئے ریاض نے اچانک ٹریگر دبا دیا گولی جواد کے سر میں اتر گئی رخسانہ شوہر کو مرتے دیکھ کر چیخی تو ریاض نے اس کی کنپٹی پر گھونسہ رسید کر دیا، وہ لہرا کر پیچھے کی طرف گری اور ہوش وخرد سے محروم ہو گئی۔

جواد کی لاش سڑک پر پھینک دی گئی اور وہ بے ہوش رخسانہ کو لے کر لودھی ہاؤس میں آ گئے رخسانہ کی آنکھ کھلی تو وہ بیڈ پر پڑی تھی جب کہ وہ چاروں شیطان قریب بیٹھے ام الخباثت سے لطف اندوز ہو رہے تھے، ہوش میں آتے ہی اسے جواد کی کربناک موت یاد آنے کے ساتھ ساتھ احساس ہوا کہ اب اس کی عزت بھی خطرے میں ہے۔ وہ چیختی چلاتی ہوئی بیڈ سے اتر کر دروازے کی طرف بڑھی تو ریاض نے دبوچ لیا ''کہاں چل دی میری کتو۔''

''خدا کے لئے مجھے جانے دو۔'' وہ اس شیطان کے آگے گڑگڑائی۔

''اچھا ٹھیک ہے ہم تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے اور جانے بھی دیں گے۔'' وہ بولتے بولتے رکا تو اس کے ساتھیوں نے حیرت سے ریاض کو دیکھا۔ ''مگر میری ایک شرط ہے۔''

''شرط کیسی شرط؟'' رخسانہ نے روتے ہوئے پوچھا۔

''تم چند گھونٹ یہ شربت پیو۔'' کسی نے شراب کی بوتل آگے کی۔

''نن نہیں میں نہیں پیوں گی۔'' وہ سٹ پٹا گئی اور اس کی گرفت سے نکلنا چاہا مگر اسے ناکامی ہوئی، ریاض نے اسے دبوچے ہوئے اس کے ناک پر اس طرح مضبوطی سے ہاتھ جمایا کہ اس کی سانس رکنے لگی مجبوراً رخسانہ منہ کھول کر اور گہرے گہرے سانس لینے لگی، ریاض نے شوکت کو آنکھ سے اشارہ کیا اس نے قریب رکھی شراب کی بوتل اٹھائی اور رخسانہ کے منہ سے لگا دی، شراب حلق سے اترتے ہی اس کا دماغ گھومنے لگا ریاض نے اب اسے چھوڑ دیا تھا وہ بھاگنے کے لئے اٹھی تو ڈگمگائی اسے کمرے کے در و دیوار گھومتے محسوس ہو رہے تھے ان شیطانوں نے اسے لباس سے محروم کرتے ہوئے بیڈ پر پھینک دیا اور ریاض اس پر کسی وحشی جانور کی طرح ٹوٹ پڑا، شراب کے نشے میں مدہوش ہونے کی وجہ سے رخسانہ کی مزاحمت برائے نام تھی۔ وہ مچھلی کی طرح ریاض کے ہوس کے پنجوں میں تڑپنے لگی وہ جنسی طور پر ایب نارمل تھا وہ کسی وحشی درندے کی طرح اس نازک اندام موم کی گڑیا پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اور اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہوئے دانتوں اور ناخنوں سے بھنبھوڑ رہا تھا اسے یہ بھی نہ پتہ چلا کہ اس کی درندگی کا شکار بننے والی رخسانہ کب کا دم توڑ چکی ہے۔

رخسانہ کی لاش کو لان میں ہی دفنا دیا گیا۔ جہاں پہلے ہی تین لاوارث لڑکیاں دفن پڑی تھیں۔

وہ ترقی کرتے ہوئے سب انسپکٹر کے عہدے پر جا پہنچا تھا۔ ادھر اس کا دوست ادریس پہلی ہی نظر میں لائبہ پر فریفتہ ہو چکا تھا۔

لائبہ کو دیکھ کر اس جیسے بدکردار انسان نے زندگی میں پہلی بار سنجیدگی سے گھر بسانے کا سوچا مگر لائبہ بلاول کی محبت کی اسیر تھی۔ ادریس سے منگنی ہوتے ہی لائبہ اور بلاول گھر سے بھاگ گئے اور کورٹ میرج کر کے گولڈن ٹاؤن میں کرائے پر گھر حاصل کیا۔

www.urdupalace.com

ادریس نے بلاول کو گولڈن ٹاؤن میں دیکھ لیا تھا جس گاڑی نے اس کی موٹر سائیکل کو سائیڈ ماری تھی وہ گاڑی ادریس خود چلا رہا تھا مگر اس حادثے میں بلاول بچ نکلا۔

بلاول اور لائبہ میں جب ناراضگی ہوئی تو لائبہ روٹھ کر ماں باپ کے گھر آ گئی تب ادریس نے دوبارہ سجاول صاحب کے گھر آنا جانا شروع کر دیا۔ ویسے بھی اسے یاسر کی دوستی کی آڑ میسر تھی۔

لائبہ یاسر کے ساتھ شادی میں شرکت کے لئے میرپور گئی تو یہ بھی بہانے سے وہاں پہنچ گیا واپسی پر اس نے یاسر کو بائی روڈ اپنے ساتھ چلنے کی پیش کش کی۔

بلاول نے جب یاسر کو فون کیا تو ادریس کے شاطر دماغ نے فوراً منصوبہ تیار کر لیا دریائے سندھ کے پل پر پہنچتے پہنچتے رات ہو چکی تھی رات کے کھانے میں اس نے خواب آور دوا شامل کر دی۔ یاسر کو بے ہوشی کی حالت میں دریا برد کرنے کے بعد اس نے بے ہوش لائبہ کو شوکت ریاض اور اکمل کے حوالے کیا۔ جو لائبہ کو اس عمارت میں لے گئے اور قید کر دیا۔

اب انہیں ادریس کا انتظار تھا کہ اس کے آتے ہی وہ لائبہ سے اپنی ہوس کے جذبات کی تسکین کرتے۔ وہ چاروں شیطان مل بانٹ کر کھانے کے عادی تھے ادھر ادریس نے یاسر کو دریا میں پھینکنے کے بعد اپنے ہی پسٹل سے اپنے دائیں بازو کے قریب نال رکھ کر فائر کیا اور خود ہی دریا میں چھلانگ لگا دی چند لمحے دریا میں تیرنے کے دوران دو نوجوان دریا میں کودے اور اسے دریا سے نکال لیا۔ ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے بظاہر وہ بے ہوش تھا۔ پولیس کو اس کے دیئے ہوئے بیان کے مطابق بلاول کو ملزم نامزد کرنا پڑا۔

یاسر کی لاش غوطہ خوروں کو دریا سے مل گئی مگر لائبہ ہنوز لاپتہ تھی۔

ادھر بلاول جمیل کی حراست سے بھاگا اور اپنے دیکھے ہوئے خواب کے مطابق لودھی ہاؤس جا پہنچا۔ اسے لودھی ہاؤس میں چھپ کر داخل ہوتے شوکت دیکھ چکا تھا۔ شوکت جو کہ گولڈن ٹاؤن کا ہی رہائشی تھا اس وقت چھت پر موجود تھا جب اس کی نظر لودھی ہاؤس میں جاتے بلاول پر پڑی اس نے ریاض کو فون کیا اور وہ دونوں اس کے پیچھے لودھی ہاؤس میں جا پہنچے۔

جمیل کو بلاول اپنا خواب سنا چکا تھا جمیل نے سوچا ہو سکتا ہے لائبہ کی تلاش میں بلاول لودھی ہاؤس جائے اور ایسا ہی ہوا۔ ریاض نے جمیل پر گولی چلائی تو پولیس پارٹی کو فائر کرنا پڑا یوں ریاض جہنم رسید ہوا۔ لان سے رخسانہ کے علاوہ تین دوسری لڑکیوں کی لاشیں بھی ملیں۔ اور شوکت سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد وہ اس عمارت میں جا پہنچے جہاں لائبہ قید تھی۔ ادریس اور اکمل ریاض اور شوکت کے منتظر تھے کہ اس کے آتے ہی لائبہ کے ساتھ شیطانی کھیل کھیلیں وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ریاض عالم بالا اور شوکت لاک اپ میں پہنچ چکا ہے۔

پولیس کے ریڈ میں اکمل مارا گیا اور ادریس گرفتار کر لیا گیا یوں لائبہ صحیح سلامت بلاول کے پاس پہنچ گئی یہ سب بلاول کے دیکھے جانے والے خوابوں کا کمال تھا اگر وہ خواب میں لودھی ہاؤس نہ دیکھتا تو وہاں نہ جاتا۔

جمیل نے اسے تفصیل سے واقعات سے آگاہ کیا۔

بلاول کہنے لگا۔ ”حیرت کی بات یہ ہے کہ حادثے کے بعد سے مجھے خواب کیوں دکھائی دیتے ہیں اور پھر میرا ہر خواب سچا بھی ثابت ہوتا ہے۔ نرس کو ٹریفک حادثے میں ہلاک ہوتے دیکھا دوسرے روز ایسا ہی ہوا پھر خواب دیکھا کہ میری کولیگ کچن میں آگ لگنے سے ہلاک ہو جاتی ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا پھر خواب میں لائبہ کو ناراض ہوتے دیکھا تب بھی خواب پورا ہے مگر پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ ادریس اور اس کے ساتھی لائبہ کو قتل کر کے لودھی ہاؤس میں لاش دفن کرتے ہیں۔ مگر یہاں میرا خواب غلط نکلا اور لودھی ہاؤس سے رخسانہ اور تین دوسری لڑکیوں کی لاشیں ملیں کیوں؟“ بلاول نے الجھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

www.urdupalace.com

جمیل نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر خود سے قریب کیا۔ ”بلاول یہ بھی تو دیکھو اسی خواب کی وجہ سے تم لودھی ہاؤس پہنچے ریاض مارا گیا شوکت گرفتار ہوا۔ لاشیں برآمد ہوئی اور سب سے بڑی بات لائبہ تمہیں صحیح سلامت مل گئی اور یہ سب اس خواب کی وجہ سے ہوا ناں۔

اور رہا یہ سوال کہ یہ خواب تم حادثے کے بعد سے کیوں دیکھ رہے ہو۔ تمہارا آخری خواب لائبہ کے سلسلے میں سچا کیوں نہیں تھا تو ان سوالوں کا جواب تو میرے پاس نہیں ہاں اگر کسی روز تم یہ راز جان لو تو مجھے بھی ضرور بتانا کہ میں خود حیران ہوں صرف تمہیں ہی یہ خواب کیوں دکھائی دیتے تھے۔“

بلاول لائبہ کے ساتھ اپنے گھر جا پہنچا۔ اس کے گھر والوں نے لائبہ کا پرتپاک استقبال کیا۔

وہ دونوں لومیرج کرتے ہی مسائل کا شکار ہو چکے تھے ہنی مون پر نہ جا سکے انہیں ہنی مون پر پہنچنے کی تجویز کے ساتھ ساتھ ہنی منون کے اخراجات بھی سجاول صاحب نے ہی ادا کئے انہوں نے مری، کاغان، جھیل سیف الملوک، سوات جیسے حسین اور پرفضا مقامات پر ہنی مون منایا وہ اس روز ہنی مون سے واپس لوٹ کر گھر پہنچے ہی تھے کہ بلاول کے موبائل فون پر اس کے دوست اے ایس آئی جمیل کی کال آئی۔ اس نے خیر خیریت پوچھنے کے بعد جو خبر سنائی وہ خاصی سنسنی خیز تھی۔

شوکت اور ادریس کو پچھلے روز پولیس موبائل میں کورٹ میں پیش کرنے کے لئے لے جایا جا رہا تھا کہ ایک طرف سے آنے والی تیز رفتار ٹرالر پولیس موبائل سے ٹکرا گیا اس خوف ناک تصادم میں شوکت اور ادریس جاں بحق ہو گئے جبکہ موبائل میں موجود تینوں پولیس اہلکار صرف زخمی ہوئے گویا وہ دونوں شیطان بھی اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

بلاول نے سوچا اور رابطہ منقطع کر دیا بلاول اب تک ڈیوٹی پر نہیں گیا تھا میاں بیوی کا زیادہ تر وقت ایک دوسرے کی سنگت میں ہی گزر رہا تھا۔ اس روز بھی وہ سمندر گھومنے گئے واپسی پر وہ سڑک پر پہنچے ہی تھے کہ موٹر سائیکل جھٹکا کھا کر رک گئی۔ بلاول کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک موٹر سائیکل میں کیا خرابی پیدا ہو گئی ہے ایندھن بھی تو کم نہ تھا اور بظاہر کوئی خرابی بھی تو نہ تھی۔ جب کچھ سمجھ میں ناں آیا تو اس نے جھنجھلا کر موٹر سائیکل کو لات رسید کی۔

لائبہ اس کی جھنجھلاہٹ پر ہنس پڑی اور شوخ لہجے میں بولی۔ ”بلاول لگتا ہے اب تک اس حادثے کا اثر باقی ہے تب ہی تو تم پاگلوں کی سی حرکتیں کر رہے ہو میری مانو تو کسی ماہر نفسیات سے مل لو۔“

اور بلاول مصنوعی غصے سے دانت پیستے ہوئے اس کی طرف بڑھا تو وہ کھلکھلاتی ہوئی ایک طرف دوڑی اور وہ اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگا دوڑتے دوڑتے لائبہ اچانک رک گئی اس کے اس طرح ٹھٹھک کر رکنے کا سبب وہ لڑکی تھی جو مہران کار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی وہ کوئی باپردہ خاتون تھی۔ جو برقع میں ملبوس تھی۔ چہرے پر بھی نقاب تھا صرف آنکھیں ظاہر تھیں جن سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ”آپ کیوں رو رہی ہیں؟“ لائبہ آگے بڑھی۔

”جب کوئی اپنا بچھڑ جائے اور نہ ملے تو آنسو کہاں رکتے ہیں۔“ وہ روتے ہوئے گلوگیر لہجے میں بولی۔

”کون بچھڑ گیا ہے اور کیسے بچھڑا؟“ لائبہ نے استفسار کیا اس دوران بلاول بھی ان کے قریب پہنچ چکا تھا اور خاموش کھڑا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔

”یہ کہانی پیار کرنے والے شادی شدہ جوڑے کی ہے۔“ لڑکی کھوئے کھوئے سے انداز میں بول رہی تھی اور وہ سن رہے تھے۔

”جواد اور رخسانہ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی وہ سیر و تفریح کی غرض سے سمندر کنارے آئے واپسی میں کچھ دیر کے لئے وہ سڑک کے کنارے رکے اور آپس میں محبت بھری سرگوشیاں کرنے لگے۔ تب وہ

www.urdupalace.com

چار شیطان وہاں آ دھمکے ان میں سے ایک پولیس اہلکار تھا وہ چاروں شراب کے نشے میں مدہوش تھے جواد کو قتل کرنے کے بعد وہ رخسانہ کو اغوا کر کے گولڈن ٹاؤن کے ایک مکان میں لے گئے جہاں رخسانہ کو عزت سے محروم کر دیا گیا وہ ریاض نامی اس پولیس اہلکار کی درندگی سہہ نہ پائی اور موت کی آغوش میں پہنچ گئی رخسانہ کو موت کے بعد گڑھا کھود کر جانوروں کی طرح دفنا دیا گیا اس کی روح بھٹک رہی تھی بے چین تھی وہ قاتلوں سے انتقام لینا چاہتی تھی ان ہی دنوں وہاں ایک نئے شادی شدہ جوڑے نے کرائے پر مکان لیا۔"

بلاول اور لائبہ نے چونک کر لڑکی کی طرف دیکھا بلاول نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔"تم کون ہو؟"

لڑکی نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔"اس روز بلاول کی گاڑی کو حادثہ پیش نہیں اسے ادریس نے قتل کرنے کی کوشش کی تھی مگر بلاول کی زندگی باقی تھی وہ زندہ بچ گیا اس نرس کو پیش آنے والے حادثے کا خواب رخسانہ کی روح نے بلاول کو دکھایا ایک روح کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں پھر بلاول کی کولیگ کے حادثے والا خواب اور بلاول اور لائبہ کے بیچ جھگڑے والا خواب بھی بلاول نے رخسانہ کی روح کی وجہ سے دیکھا۔

رخسانہ کی روح کا مقصد بلاول کو لودھی ہاؤس لے جانے کا تھا تاکہ ان چاروں شیطانوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے اور وہاں دفن ہونے والی مظلوم لڑکیوں کو اسلامی طریقے سے ان کی آخری آرام گاہ تک پہنچایا جا سکے تب ہی اس کی بے چین روح کو چین ملتا۔ مگر قسمت میں جو لکھا ہوتا ہے وہ کوئی نہیں جانتا۔

ادریس نے لائبہ کو سچ مچ اغوا کر لیا تب بلاول پولیس حراست سے بھاگ کر لودھی ہاؤس جا پہنچا اس دوران ریاض اور شوکت بھی وہاں پہنچ گئے وہ بلاول کو قتل کرنا چاہتے تھے تب پولیس پارٹی بلاول کی تلاش میں لودھی ہاؤس پہنچی ریاض مارا گیا۔ شوکت گرفتار ہوا پولیس کے ریڈ سے اکمل پولیس مقابلے میں ہلاک ہوا اور ادریس کو گرفتار کر لیا گیا اس روز پولیس موبائل میں ادریس اور شوکت کو کورٹ میں پیشی کے لئے جایا جا رہا تھا کہ پولیس موبائل ایک ٹرالر سے ٹکرا گئی یہ بھی رخسانہ کی روح کا کام تھا، ٹرالر کے ڈرائیور کا ذہن رکسانہ کی روح کے قابو میں تھا یوں وہ چاروں شیطان انجام کو پہنچے اور رخسانہ کی روح اپنے مقصد میں کامیاب رہی۔"

"تم یہ سب کیسے جانتی ہو؟" بلاول نے حیرت سے پوچھا۔

لڑکی نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا، بلاول ششدر رہ گیا، یہ وہی لڑکی تھی جسے حادثے کے بعد خواب میں اس نے سرنگ میں دیکھا تھا اس وقت لڑکی کے گرد نورانی ہالہ تھا پھر اس لڑکی کو اس نے اس روز رات کے وقت اپنے گھر سے باہر دیکھا تھا۔

"میں ہی رخسانہ ہوں۔" لڑکی نے کہا اور ان کی نگاہوں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔

لڑکی کے غائب ہوتے ہی مہران کار بھی وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔"یہ رخسانہ کی روح تھی؟" لائبہ نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا تو بلاول اثبات میں سر ہلاتے ہوئے موٹر سائیکل کی طرف بڑھا وہ سمجھ چکا تھا کہ موٹر سائیکل کا یہاں خراب ہونا رخسانہ کی روح کا کام تھا، وہ اپنے محسن سے مل کر اس کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی الجھن دور کرنا چاہتی تھی۔

موٹر سائیکل اس بار ایک ہی کک میں اسٹارٹ ہو گئی، وہ اس سڑک سے کچھ فاصلے پر پہنچے تو ایک موڑ پر انہیں رخسانہ دکھائی دی وہ مہران کار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی اس کے چہرے پر اس وقت نقاب موجود نہ تھا وہ قریب سے گزرے تو رخسانہ نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں الوداع کہا۔

ان دونوں نے بھی اشارے سے اسے الوداع کہا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔

☠